

فہرست

- ۱۔ باب اول
- ۲۔ باب دوئم
- ۳۔ باب سوم
- ۴۔ باب چارم
- نقش، تعریز، جذر۔ رمل وغیرہ پر تبصرہ

ابتدائی مسلم تاریخ کے نئے جائزہ کی ضرورت

ترجمہ

مرزا شاہد برلاس

Early Muslim History needs Fresh Appraisal

By

M. Aamer Sarfraz

ہاشم: خواجہ اظہر عباس

نوت: یہ کتاب پھر صرف تبلیغی مقاصد کیلئے ہے اور اسکے حقوق محفوظ نہیں ہیں کوئی بھی صاحب اسکو چھپا ارتقیب کر سکتے ہیں

تاریخ

زیرِ نظر مقام اگر بزری اخبارِ ذی ناصرہ بورش ۱۶ اقتاط میں پچھا تھا۔ جسکے صفات ایم۔ عامر فراز الحبینہ میں تیم ایک پیشہ ور کشمکشیت سائیکلوجسٹ اور یونیورسٹی کے وزیریں پروفیسر ہیں۔ اپنے اس مقالہ میں انہوں نے ذا کمر اکبر احمد کے تجربہ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں ذا کمر احمد نے چند بہت بھی پروگرامیں اپنے اکشافات کے لئے۔ انہوں نے ابتدائی سالوں میں اپنے ایک اسکالاریوں موساوسی۔ خادم زادہ۔ فاغی۔ قرطی۔ احمدی۔ حیدر الدین اور ایک اگر بزر اسکالاری کی گئی تحقیقات کے حوالے دیے ہیں۔

اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ارادو کے قارئین ابتدائی اسلامی تاریخ پر ایمانی عالموں کی چدید تحقیق سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایران میں اسلامی ابتدائی تاریخ پر تحقیق کرنے میں کوئی بھی بہتانی کیفیت آڑنے نہیں آتی۔ اس لئے وہ ان محاولات پر بھی بلا خوف و خطر گستاخ رکھتے ہیں جو اگر تحقیق سے مانے آتے ہیں اور جو ہمارے پہلوں پر موجود ہیں۔ موجودہ ابتدائی سالوں میں تھا مودودی، علام تاریخ تو تھا مودودی، عالمی تحقیقات اور تحقیقات اور تحقیق آہمیت کا ایک ایسا ملحوظہ ہے۔ جس میں کمی محترم ہتھی کوئی نہیں۔ جنما گیا۔ بارہ جنکلی تعریف اور تو صیف میں زمین اور آسمان کے قلبے ملائے گئے ہیں۔ بادی اظہر میں اگلی تعریف کے پرے میں بھی چند تحقیک کے پہلو پوشیدہ کردیے گئے ہیں۔ اس دریہ و دلی میں پختگی اسلامیک کوئی نہیں بخش گیا ہے۔ چنانچہ بہت سے اسلامی اسکالاری کا خیال ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بھی صحیح اور پیغمبر اسلامی میں موجود ہوئی ہے۔

میری دامت اس نئی تحقیقات سے طلوع اسلام کے غلام احمد پر دیزم حرم کے اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔ کہ ہماری موجودہ تاریخ انتہا کے قابل نہیں ہے۔ سابق اکملی امام سلطان آغا خان نے مجھی اپنے ایک خطاب میں اس خیال کا انعام کیا تھا۔ ابتدائی اسلامی تاریخ میں نئے سرے سے تحقیق کی ضرورت ہے جس میں اموری تاریخ پر خصوصیت سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ابتدائی طلوع اسلام کے ایک مستقل مقالہ غلام احمد خواجہ اظہر عباس کی خواہش پر میں نے عامر فراز صاحب کے اگر بزری مقالہ کا آزاد اور تحریک کیا ہے کہ ارادو قارئین اسکے مندرجات سے واقع ہوئیں۔ حاشیہ پر میں نے اپنی طرف سے محدود اسلامی مرحوم کی تحقیقات میں سے چند معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ جس میں چند بہت سی شہور غلط نسبیوں کے ازالی کوشش کی گئی ہے۔

مرزا شاہد رال۔ کراچی: جی ۲۹۔ ۱۹۷۰ء

باب نمبرا

اسلام ایک سادہ اور عملی نہیں تھا۔ بدلتی سے وقت گذرنے کے ساتھ درسرے مذاہب کی تاریخ اسکو بھی بہت سی مختلف دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ہمارے کرب کی اہل و بادوہ زرائع اور طریقے ہیں بکھرے طے ہیں ابتدائی مسلم تاریخ تک رسائی حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ کچھ لوگ اسکی وجہ سے تذبذب میں پر گئے ہیں تو کچھ اہل راستہ ہی سے ہٹ کے ہیں۔ بقیا اسی وجہ سے بہت سے لوگوں نے نہیں کوئی پس پشت ڈال دیا۔ ہماری تاریخ والیات اور شخصیات کی کچھ ایک تصویری تھی کرتی ہے جو ہماری انتہائی توقعات کے علاوہ قرآن کے مندرجات کے بھی خلاف ہے۔ جسکے تینوں میں ہماری کی کچھ میں نہیں آتا کہ کس بات پر اعتماد کرے اور کس کو رد کرے۔

اس میں کوئی شجاعتیں کر آئیں صرف چند ہی ایسے اخذ و میثاب میں کوئی تذبذب اس کے باہم صفات افراد کرتے ہیں۔ اگر چند ترقی آفات اسکی اہل و بادوہ گردی ہوں تو پھر ہمیں اسکی زیادہ و جو ہات تو وہ سالاں تھیں جو اسلام کی ابتدائی ساختی اسکے خلاف شروع ہو گئی تھیں۔ حال ہی میں برلنگم کے سر زمین تقریباً آن کی ابتدائی کاپی کی دریافت سے ایک مرتبہ بھری ہوتا ہے کہ اسلام کی بابت اسوقت قرآن کے علاوہ کوئی اور قابل ذکر ابتدائی دریافت یا مسودہ موجود نہیں ہے۔ یہ محاصلہ اتنا سمجھیہ ہے کہ اب کچھ غرضی عالم اسلام کی اصلاحیت پر موالات اخراج کرایے اشارے کر رہے ہیں کہیے اس نہیں کو ظیف عبد الملک اور کچھ دوسروں نے اپنی تکالیف کیا تھا۔ آئیے اب ہم کچھ اپنے مستعار اور پلا و اسطر ماذدوں پر نظر لیں جس سے ہم نے موجودہ اسلام اور اسکی تاریخ کی سمجھا خدی کی ہے۔

محمد بن ابی ذئب بن یاسر (۷۰۳ء۔ ۷۷۷ء) وہ پہلا غوسل تھا جس نے ان زبانی روایات کو صحیح کیا جو بعد میں محمد رسول اللہ سلم کی سیرت کی مہیا دیتی تھیں۔ اسکے دادائے کوئی میں یہ مسایت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ اور یہ حضرت خالد بن ولید نے گرفتار کیا تھا۔

اسکو مدد یعنی سے اسٹلے شہر پر کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی حرثت سے احادیث کی روایات کو رکھا جائیں نے اس سے کمی بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اسکی زندگی کے خلاف اور اس میں اپنے بیرونی اور بیرونی روایات پر عمل کرنے کے الامات لگائے گئے تھے۔ اس نے مسودہ ایمان کے علاوہ کچھ درسرے علاقوں کے سفر کے بعد عہدوں کے ظیف دوام افسور کے دربار تک رسائی حاصل کی تھی جس نے اسکو ایک جام تاریخ لکھنے کی ذہداری سونپی تھی۔ جس کا ایک حصہ صلیعی

حیات طیبہ پر مشتمل تھا۔ اپنی تحریر کے بعد یہ کتاب عباسیں نے سرکاری راجہرین میں کمیٰ تھی جو پر اسرار حور پر بہانے سے غائب ہو گئی تھی۔

پھر وہی اکتاب مجموعہ طور پر (۵۰) سال بعد راجحت فصل میں اپنے ہشام کی سیرۃ اتنی اور (۱۵۰) سال بعد طبری اور کچھ دوسروں کی تحریروں میں روایت کی گئی تھی۔ اسکے نزدیک ترمذ ناپاک اور غیر ثابت ہے جو سہوی اور یہ سائی روایات سے مستعار ہے۔ امام ابی جعفر عاصم صرف اپنے اخلاق کو سمجھتے ہے جبکہ امام ابی شعیب نے اپنے فتحی ثابت کی تحریر کی تھی اور امام بخاری نے اپنے محمد صاحب محدث میں شاذی ایسکی کوئی حدیث شامل کی تھی۔

ابن القاسم اسلامی مورخین اور محدثین میں اپنے شہاب الدین زہری (۵۰-۲۳۴ھ) کو مرکزی ثابت حاصل ہے۔ جو ایک پر اسرار فتحیت کا اک تماجھ کی بابت کاملاً تاتفاق کر کر اس نے مخفی جا کر غایبہ عالم ایک ملازمت اختیار کی تھی اور اپنی وفات تک اموی خلفاء کی ملازمت میں رہا۔

اس بات کا کوئی واضح ثبوت نہیں ملتا کہ وہ کچھی بھی مدینہ میں رہا۔ ایک پذیر قاتی لئے اسکو مختلف وجوہات سے ناقابل اعتماد کیا جاتا تھا جن میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب اسے کوئی سوال پر کاملاً تلقین کرنے والے خاص طور پر اپنی تحریر میں ایک ہی سوال کے جواب میں جان بوجہ کر کتنی فتحی اور مختاری بیان کر کر تباہی کی تحریر کے درستے کی تھے۔ اسکی بابت جو معلومات تھیں اسکے مطابق وہ ان زر و شیق (بھجوی) خاندانوں میں سے کسی تسلیم کی تھی جو ایمان کی فتح کے بعد کوئی دوسرے اور بیقاد میں آپ کو دو گئے تھے وہ پہلی شخص تھا جس نے قرآن کی سات مختلف تہییات بیان کی تھیں اور یہ خیال پیش کیا تھا کہ کچھ قائم آیات نے دوسری آیات کو منسوخ کر دیا تھا جو مخفی نے رسول صلیم کے درمیان اختلافات کا ذکر کیا تھا اور اسکی مکمل فرقہ دار ایڈیشن کی تہییات بیان کی تھیں۔

ابن حشر محمد ایں جو پر اطری (۸۲۹-۹۲۳ع) اسلامی تاریخ کا سب سے مشہور نویس ہے۔ طبری جبکہ ۱۵۰ سال کا تھا تو عبیڈ اللہ بن الحسن نے اسکا پیشہ سرپرستی میں لے لیا تھا۔ میں اسکی تحریر ایڈیشن ایس ایک تاریخ ارسل و اسلوک جو ۱۳ جلدیوں پر مشتمل تھی تحریری طور پر منتظر عالم پر آئی تھی۔ (۱) گواہ اس وقت کی مشہور فتحیت تہییک، اتنا تذمیر تھا کہ اسکی رہائش

گاہ پر مسلسل سنگ باری کی چلتی تھی۔ جب اس کا مقابلہ ہو گیا تو عباسیوں نے اسے کسی خفیہ چمک پر افسوس کی تکہہ کو فراہد کا خطرہ تھا طبیری نے جن مورخین کی روایات بیان کی تھیں۔ اس میں الجعوف سخیان بن عمر اور ابن الحکیم کے علاوہ اس زمانہ میں بیان کی چلنے والی زبانی روایات کی شمار تھیں۔

اس نے ابتدائی مسلم تاریخ کی روایات کیلئے زیادہ تر اپنے اخلاق کی روایات پر اعتماد کیا تھا جو اوقات کے رومنا ہونے کے (۲۰۰) سال بعد صطبہ تحریر میں آئی تھی۔ کچھ چہوڑا پر اس کا امام ابن حزم طبیری نے حسین ایسا ہے تو دوسری چہوڑا پر طبری بن حبید بیوی کیا گیا ہے تو دوسری چہوڑا پر طبیری نے حسین ایسا ہے۔ اور حکیم و لادت اور وفات کی تاریخ ہمیکا یکساں تھی۔ طبیری کو بعد میں تمام آنندالے مورخین نے اپنی تاریخوں میں اتفاق پر لفظ کر دیا ہے۔

مشہور مورخ ایں طبلوں (۱۳۲۶-۱۳۲۲ع) اپنی مقدمہ میں اس کتاب کی وجہ سے جدید تاریخ کے بانیوں میں بشارہ رہتا ہے۔ اسکی تحریر کے مطابق مسلم تاریخ دوں نے اپنی تاریخ کو وضع کیا تھا کہانیوں اور عقل سے بعید داستانوں کے اجتماع سے معکوس اگئیز بنا دیا ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۷۲۶-۷۲۲ع) نے اس بات کو خاص طور پر اجاگر کیا ہے کہ ایں طبلوں کے مقدمہ کے چھ ٹھنکات شروع وفت ہی میں جان بوجہ کر ضائع کر دیے گئے تھے۔

تایا جاتا ہے کہ ان صفات میں اس نے اسلامی تاریخ کے بہت سی اہم مورخیں بھی بیوی کی امارت اور اوقات کر بڑا پر بہت سے اہم نکات کی بابت سوالات اخلاقی تھے۔ اس بات چند بدیریاں میں تو فتح نوٹ میں اسکی بات صراحت سے تحریر کیا ہے کہ ایں طبلوں کے یہ صفات دستیاب نہیں ہیں۔ شاہ عبدالعزیز نے جمال الدین سیوطی (۱۳۲۵-۱۳۰۵ع) پر تقدیم کی ہے کہ اسی تحریر کر دئے تاریخ اخلاقنا کا اس بات کی ایک واضح خالی ہے کہ اس طرف ہمارے مورخین لکھتے وفت اس طرف عمل کرتے تھے جیسے رات کی تاریکی میں جلانے کی کڑیاں بچ کر تھے ہوں۔ نویں صدی بھر میں سیوطی کی ایک بہت کے طور پر معنوں کیا جاتا تھا۔ لیکن علماء اور حکام کی طرف سے اسکے خلاف شور و غما کیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ اگلی طرف سے اپر گئی بہت سے سوالات اخلاقی کا اس طرف بھی توجہ دلائی گئی تھی کہ اسکے مضمون کیلئے قسم کس نے یا کہاں سے فراہم کی گئی تھی۔

۱۔ جو ایک میں بیرونی میں بودت ہوتی ہے۔ اسکی تاریخ کی تھیں جو میری بھائی میں بیرونی میں بودت ہے۔ میں بیرونی میں بھائی ہے۔

میں چند دنروں سے ابتدائی مسلمہ رہن پڑھرہ بوس اسے بیری دھرنس سے صرف چند نئے نئے دو ڈھپتے تھے تو
قی کے ہوتے۔ بڑھکی وہ کتابیں اور متالیے یا تو بخیر والوں کے بولوں پر بھاراں کہ بوس میں برس جو سیچ پڑھکیں
ہوں۔ اس سے برقش اندازہ لگا سکا ہے کہ ان حالات میں اب اس شعبہ میں بھرے تھے توں نہ ہو، بھیجئے، تھے
باقی نہیں ریتھیں۔ البتہ اپنے ایک بیان کا ذر کے بھریں چھائی سے آجے نہیں بڑھ کر سیچ بوس۔ بھیجئے جو بھریں سے
دوران مانظر سے لطف اندازہ ہونے کے بعد ایک دن میں وقفہ کے عور پر ایک بہت خوبصورت، بھریں میں پھر یہ۔
اس میں جب میں نہ ہب کے بکھن کی کتابوں پر نظر وال رہا تھا تو ایک غیر معمول مصنوعی بھریں بھریں میں کیسے تھے
بیری نظر پر گئی جس میں مصنوع کے روایتی حصہ کے ساتھ ہی کچھ غیر معمولی مواد میں موجود تھے۔ جس میں قس احمد
حوالوں کے ساتھ چھاپے ایک اعشاں کے کے تھے جو کوئی ملٹری اندازہ نہیں کر سکتا۔

مسیحیوں نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ نے پہلے اپنے پیغمبر ایک طالب کے ساتھ خداوند کی خدمت کے بعد ایک
غالباً اس نے اپنی کردار مالی حالت اور مستقبل کے (غیر تسلیش) امکانات کی وجہ سے رد کر دی تھی۔ (۱) چنانچہ جب

۶
انہوں نے خدیجہ سے رشید کرنا چاہا تو اپنے دوسرے بچا ہمڑہ سے درخواست کی تھی کہ دادا کے دادا سے اگنے رشتہ کی
بات کریں۔ پھر اس بیٹی نے اپنے والد کو شراب پلا کر اتنا دہوش کر دیا کہ وہ رضا مندی خاہیر کر دے اور اسکے بھوٹ میں
آنے سے پہلے ہی اپنی رضا مندی کا اعلان کر دیا تھا۔

مسیحیوں نے اس پر بھی تبصرہ کیا ہے کہ محمد نے کس طرح ابوطالب کے اس ترشیح کو ادا کر دیا تھا جو اسکی تھی میں
پورش سے واجب تھا (۱) جب اگنی تھت سے پہلًا کیا تو انہوں نے حضرت علیہ السلام پورش کی تھی۔ (۲) اور ان سے

(۱) امور احمدی ایں اپنی کتاب "حقیقت حربیہ" میں اقلیل تر دیہی والوں سے لکھا ہے کہ رسول صلیم کے والد عبد اللہ وفات کے بعد رسول
صلیم کا ایک وہابی طالب نے انی پورش میں بیان کیا۔ پھر اگنی دفات کے بعد اسکے بیٹے زین بن عبد اللہ طبلہ قبائل کے رہاء سے
جسے جو ایک بادل رقص تھے۔ پھر انہوں نے خود صلیم کی بورش میں بیان کیا۔ عربوں کی بہت بڑی جگہ حرب المیاں میں رسول اُمّہ اپنے چاندیوں
کے ساتھ جگہ میں شریک ہوئے تھے اور حجرا کا پیٹے ان پر کوچھ تھے۔ انہوں نے لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی لیکن لڑائی کی مرکزی ہوئی
کچے تھے۔ اس لڑائی کے بعد زیرین عبد اللہ طالب کی خوبی پر بڑی میں اسکے کی وجہ سے نیچے کیلے ایک حمامہ دوستی
جسکو اپنی طرفہ میں اٹھوں کا سماںہ کیا ہاتھے۔ مومنین کے مطابق رسول صلیم نے اپنے چوار بیویوں سے اس میں شرکت کی
تھی چنانچہ وزیری کی سرپرستی میں جوان ہو گئے تھے لیکن اسکے دوسرے اکتوبر کو کوئی اور کوئی سرپرستی کی تھی۔ البتہ جب زیری کے بعد ایک
طالب قبیلہ کے سرپرستی تھے تو اسکا کوئی وقت مکصری میں قابلیتی صحت کے ساتھ بودھا کے بعد ایک طالب میں بھروسہ تھا۔

صلیم کی بھروسہ تھی۔ اپنے بھائی زیری کے ساتھ میں اپنے بھائی زیری کے دوسرے اکتوبر کے بعد ایک طالب میں بھروسہ تھا۔
شامل تھے جو پرانا تاریخی دریافت کے مطابق اس طالب سے جگہ جل میں حضرت علیہ السلام قبول کیا ہے اسی پڑاکے کے تھے۔ حرم
(۲) حضرت علیہ السلام پورش میں وہ سے نہیں کی تھی کہ وہ کوئی ترضی اور اپنے ہاتھ پر حضرت علیہ السلام کی وجہ سے تھے جو اس کی وجہ سے
ہمگی میں خرابی کی محدودی کے باعث در دن اس کے تھامی ستر کے تھے اسی تھامی خرابی سے ہمگی ملادہ کی تھی۔ اسی
گذرا وقت کیلے وہ طلبہ کا ریچے تھے پھر بھی مشکل سے گذر جاتا۔ چنانچہ صلیم نے اپنے محوالی پر جامیں اپنے جو زیری کی کا لگدے
بھائی پورش آپ کریں اور ایک کی میں کوئی نہیں۔ اسلام قبولی اور حضور کوہاں نے لکھ کر پورش کیا اور علیہ پورش اپنے کی تھی۔ جبکا کے
ہر سے بیٹے طالب کو نہ پک کر مد کیلے والد کے پاس پورش ہے۔ اس سے یہ بہت اہم تھا کہ کوئی طالب اپنے مالی حالات کے مطابق رسول کی
پورش کے قابل نہیں تھے۔ البتہ زیرین عبد اللہ طالب کی دفات کے بعد جب وہ اپنے قبیلہ کے سرپرستی کی وجہ سے اس کے قابلیتی صحت
کے باعث بایکاں میں خوبی طالب میں رکھا ہے بھیج کر اسماں تھامی جو ایک طالب میں قبول نہیں کیا تھا۔ حرم

(۱) اور زیرین میں اپنی مسلمہ رائج کے سب سے ممتاز حصہ مسیحیوں میں اپنی کتاب "ذکر زندگی" میں اسی خواص سے
حرب کیا ہے کہ ایک طالب نے اپنی بیٹی کے حصہ سے اکتوبر دفت مسلم سے یہی کوئی حقاً کا سارہ بودھا کے بعد ایک طالب سے آپ بھا
بے۔ اسی میں کام امیر و افسر مقام جاتا تھا عربی کی کوئی تقدار دفعے کے بعد اس کے بعد ایک بھائی پر جنم کر جنم بھائی کی ایسا ادھر ہاں سے
رسول کی خوبی کی تاریخ اسی میں تھے اسلام قبول کیلے اور اعلیٰ کی خواص پر رسول نے پھر اپنے بوقت پہنچ کی تھی۔ جنہیں اسی میں
یہ کچے ہوئے اپنی کویا تھا کہ میں بھائی والد کوورت ہوں۔ جب آپ سے پاس آئیں میں بھائی کی مرنی ہوئی اس طرح شادی
کے بعد اپنے کام کا حق ادا کر سکتی ہے۔ حرم
یہی اسی تھی مزراں کی روایات کی راوی ہیں۔ جیکے یہول اس رات انہوں نے پیدا کیا تھا اسی میں سیکھ ایک سر اور زمرہ کی
سیزی گئی ہوئی تھی جس پر چھٹا مکر رسول اُمّہ میں سواری میں پہلے کی تھے۔ جیکے مکر اسی میں سیزی کی مزراں کیتھی ہیں اسکے ساتھ طور پر
واقع صریح ہے کہ میٹھی کیا ہاتھ ہے۔ جیکے قرآن مجید ایسی ایت میں اسکو اتفاق سری کیا ہاتھے پر بھر جو بیوی پار کی میٹھی ایت ہے۔ جیکے میٹھی
سلیم اور دمیں سرفاً تھے ہیں: "اپ کہے دو ذات بیویں ایک شب اپنے بندے کو اسری کی حالت میں سیزہ رام سے سمجھا تھی (دری)
سیزہ)۔ ایسا جسکے باوجود کوئی زیرین بھائی اور جہاں تھے۔ انہوں نے چڑھتے یہاں تھے۔ اسی میں آسمان پر جانے کا کوئی ذر
نہیں ہے حضرت عائشہ محدث معاویہ اور دوسرے کوئی محاب ایک جسانی چاندیں مانتے تھے جسی سری کو رحمانی حالت مانتے تھے۔ حرم

(خط کریا تھا)۔ بعد میں وہ ان سے اپنے ساتھ ہوا کہ سننے تھے اور اگر ضرورت ہو تو اسکی صحیح بھی کرتے تھے۔ دیا کو خبر پا کئے سے پہلے انہوں نے اس بات کی قیمتی بنا لیا تھا کہ قرآن حجر یہی طور پر بھی دستیاب ہو اور کچھ بیٹھوں بھیں کے دلوں میں بھی حفظ ہو جائے۔

شیعۃ اللہ نے اور رسیٰ فتح بر محمد صاحب نے یہ بات دی تھی کہ احادیث (توال رسول) کو تیر کیا جائے اور نہ ہی انکی حفاظت کی ذمہ داری لیتی جائے۔ بلکہ بعد میں یہ بھی پڑا بیت دی تھی کہ ان سے قرآن کے علاوہ اور کچھ بھی حجر یہی کیا جائے۔ اور جس کسی نے اسکے پر عکس کیا ہو تو دونوں را سکوندار نہیں۔ یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ کسی ایک شخص کو ایک موقع پر اسکی اجازت بھی دیجئے لیکن انہوں نے کبھی کسی کو بھی اسکی اجازت نہیں دی تھی۔ اس بات کی تو شہادت موجود ہیں کہ پہلے دو خلافاء نے اسکی قیمتی بنا لیا کہ اس کی نے احادیث حجر یہی کیوں تو رسول مسلم کی بہادیت کے اجماع میں اکو ضان کی کردیا جائے گو احادیث ابتدائی مسلم تاریخ کی حجر کا اہم ذریعہ ہیں۔ ابھی تک پہلا تحریر اور سخنوار کو دادیت کا انکلپٹ جو دریافت ہوا ہے وہ تمام اہن مذہب کا ہے تکلی و فاست ۳۴ جو یہیں ہوئی تھی۔

اس میں کل (۱۲۸) احادیث ہیں جو اگر حجر کے طبق انہوں نے اپنے استاد ابو ہریرہؓ کے سامنے پیدا کر کی تھیں جنکی تھیں اس میں کل (۱۲۵) ہیں ہوئی تھیں۔ اب آپ اسکا تصور کیجیے کہ ان مذہب میں رہنے ہوئے بھی رسول مسلم کی دفات کے دفات ۳۶ سال بعد صرف (۱۲۸) احادیث ہی صحیح کر کے تھے جبکہ تمام عماری نے رسول مسلم کی دفات کے تقریباً ۲۲۰ سال بعد (۱۰۰,۰۰۰) احادیث دریافت کر لی تھیں جن میں سے انہوں نے مصرف (۲۲۰) احادیث ہی اپنی کتاب میں بعد تھیں اور باقی تمام دیباں پر احتیار تر رہے؟

اللہ نے رسول مسلم پر قرآن دیتی کیا اور سکون حفظ کرنے کے احتمام کی بہادیت دیکھ کر خود اسکی حفاظت کی ذمہ داری لینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور رسول نے اسکو یان کرتے ہوئے کتابوں سے کھولی اور اپنے کچھ مجاہد کو ایک عی وقت میں زبانی بھی یاد رکھا تھا۔

.....

.....

سے اپنی شیعی بی فاطمہ کا عقد کر دیا تھا اور فاختہ سے بعد میں بھی فراخ دل کا برتاؤ کیا تھا (۱) اسرا ۱۷ کے جب فاختہ (جمانی کیست) امام باقی سے مشہور ہیں اور فتح کم کے بعد) نے خود ہدی خواہی نہایت کی تھی تو آپ نے منذر کر لی تھی۔ یہ کتاب بہتر طور پر کمی گئی ہے اور اس میں دوسرے بہت سے دلچسپ بصیرت اگنیز ٹھانے بیان کئے ہیں چنانچہ اس میں کوئی تجھ کی بات نہیں کہ یہ سب سے زیادہ فروخت ہوئے والی کتابوں میں شامل ہو گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے نے خانہ اور خانہ کہاں کہاں سے آئی ہیں؟ کیا یہ بالی مسلمانوں سے نظر کرنے والے ذہنوں کی پیداوار ہے یا ہر اسکی کچھ بنیاد مسلم باری میں پائی جاتی ہے؟

بھاری سی دوسری کتابوں کی دatasheets کی ایک تاریخ ہے (جن میں اپنے لوگی آف الکنڈی۔ موہامہ۔ بینا ک درستہں غیرہ) جنہوں نے مسلمانوں کو اس بات پر پہلی بھیت کیا ہے کہ غرب میں بار بار انکے عقائد کے خلاف توہین کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ممالکی حیاتیت کا احساس بالکل منفرد ہے۔ ان کتابوں کے موالے کے دراک کیلئے کوئی اندزادہ ناکاہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان تمام ٹھانے کا معاویہ ہماری قاتل اعتماد گھوگھی اکتب سے لیا گیا ہے۔

چونکہ کے صصف وہ عالی مرتبہ امام ہیں تکلیف مختلط اور اخلاق پرسوال لوگوں کو دوڑاہ سلام سے باہر کلائے ہے لیکن کیا یہ ہیچا اسلام جیسے عظیم نہیں کی سالیت پر بار بار جلوں کا مناسب جواب ہو سکتا ہے کہ اپنی آنکھیں بند کر کے ان پر لمحت پیچھے رہیں اور باقی تمام دیباں پر احتیار تر رہے؟

اللہ نے رسول مسلم پر قرآن دیتی کیا اور سکون حفظ کرنے کے احتمام کی بہادیت دیکھ کر خود اسکی حفاظت کی ذمہ داری لینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور رسول نے اسکو یان کرتے ہوئے کتابوں سے کھولی اور اپنے کچھ مجاہد کو ایک عی وقت میں زبانی بھی یاد رکھا تھا۔

(۱) محمد احمد رحمی کے طبق بی بی فاطمی صحت پر کمزور تھی اسی کی روشنیں آئیں۔ جس سے رسول پر کمزور تھے کیونکہ انہیں سال ہو گئی تھی۔ چنانچہ اپنے درست ابو بکر سے خودہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے شش کرویں بھر اخبل ہے کوہ انکا نہیں کریجے۔ اس وقت غلی گی ۱۲۸ سال ہو گئی تھی جو اس معاشر میں غیر شادی شدہ ہوئی کے ایک غیر مسموی بات تھی۔ کیونکہ علی ہوئی قاتل ذکر کامنہ کرتے تھے۔ بلکہ کسی کے باعث میں مزدوری کرتے تھے۔ رسول نے اپنے شش کرویں بات کی۔ کیونکہ بی بی فاطمی اوس روشن پر اعززیت ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ عربی کو شکنی بیان کرنے کے لئے باتیں کہاں کیاں کرے باتیں کیاں کرے۔ بلکہ بی بی فاطمی اوس روشن پر کہا تھا۔ یعنی تم جاتی ہو جو میں ہے جو ہم کھاتا ہوں میں وہی کر رہوں۔ جس پر بی بی فاطمی اسی میں ہو گئی تھیں۔ (معینت مرید)۔

ان سب میں مشترک چیز یہ ہے: سب جامین فارسی (جوئی) تھے ان میں سے کوئی بھی ہر بُنیں تھا۔ سب نے یہ ایک درس سے کی بہت پکھننے لکھا تھا۔ سب نے یہی مجموعے رسول کی وفات کے دو سال بعد مرتب کے۔ سب نے ہی لاکوں احادیث صحیح کی تھیں لیکن اکا صرف قابل صحتی تھی کیا تھا۔ احادیث کو رد قول میں ان تمام جامین

نے اپنے ہالی فیصلوں کو معیار بنا یا اور احادیث کو زبانی عکس کی تحریر کی شہادت کے بغیر ہی درست مان لیا تھا۔

ذرا آئیے ہم اپنے دوست کی کسی ولیپ پ سیفگ کچد سال بعد اپنے کی کوشش کریں ای تو ہم اسکی پائیں بالکل ہی

بھول چاہیجیا ملت دوست اسکی مختلف تجھات یاد کرے سکتے۔ اب ذرا تصور کریں کہ اگر اسکو ۲۰۰ سال میں آئندہ

تمن رسولوں میں مختلف کیا جاتا رہے تو کیا کچھ یاد رہ جائیگا؟

ہم اس پر بجا طور کئے ہیں کہ یا احادیث تاریخ (پایٹھ) پر کئے کیلئے کوئی قابل اعتماد نہ یہ ہو سکتی ہیں؟ لیکن ہم اس

تمام وقت میں یہ ضروری کام بالکل بھی نہیں کرتے رہے ہیں انہوںی ہم غیر مسلم تاریخ کو رسول اور مسلمین پر اسلام

لگاتے ہیں کہ وہ اسلام کے خلاف ایک ابتداء کئے کی وجہ سے ہمارے عقائد کی توہین کرتے ہیں۔ جس طرح آج ہی

جید یوں یہیں جیسیں آشکارا ہو رہی ہیں اسکے سب اس بات کا ذرہ ہے کہ مخالفات خراب سے گزر کرہتی ہو جائیں گے۔

اہل سنت کے جامین کی روکرہ احادیث
۱۔ امام علی نقی نے اپنی تحریر کردہ (۴۰۰،۰۰۰) احادیث میں سے صرف (۲۷) اپنی کتاب میں درج کی تھیں باقی تمام روکرہ تھیں۔

۲۔ امام سلم نے اپنی تحریر کردہ (۳۰۰،۰۰۰) احادیث میں سے صرف (۲۲۸) اپنی کتاب میں درج کی تھیں باقی تمام روکرہ تھیں۔

۳۔ امام احمد ریزی نے اپنی تحریر کردہ (۳۰۰،۰۰۰) احادیث میں سے صرف (۱۵) اپنی کتاب میں درج کی تھیں باقی تمام روکرہ تھیں۔

۴۔ امام ابو داؤد نے اپنی تحریر کردہ (۵۰۰،۰۰۰) احادیث میں سے صرف (۲۰۰) اپنی کتاب میں درج کی تھیں باقی تمام روکرہ تھیں۔

۵۔ امام ابن بیہر نے اپنی تحریر کردہ (۳۰۰،۰۰۰) احادیث میں سے صرف (۲۰۰) اپنی کتاب میں درج کی تھیں باقی تمام روکرہ تھیں۔

۶۔ امام نافع نے اپنی تحریر کردہ (۲۰۰،۰۰۰) احادیث میں سے صرف (۲۲۱) اپنی کتاب میں درج کی تھیں باقی تمام روکرہ تھیں۔

اس طرح ان تمام جامین میں اپنی (۲۲۰،۰۰۰) تھیں لامتحب کردہ احادیث میں صرف ایک بہت تباہی تھی ان اناسوں نے اپنی تحریر کر دیں۔

۹۹ نہ صہد احادیث کو روکرہ رکر دیا تھا۔ مترجم

باب نمبر ۲

ابتدائی مسلم تاریخ کی تیسری تو چھٹیہ ایک کراچی کا وہ تمہارے ہے جو انہوں نے موسادی۔ خادم زادہ فاطمی۔ قرطبل۔

امدادی۔ حیدر الدین اور مولوی اور کمود و سرودی کی تھارشات پر کیا ہے۔ اسکے تحقیقی متناتے اور میرے مضمون کا مقصد کسی کے ذمہ میں چھپاتے کی خالصت یا مسلم تاریخ کی کسی مفترضہ شخصیت کی تاریخ کریکے بھائے مالا ادا اور قلعی ہے۔

ڈاکٹر احمد کی تصریح کے مطابق ابتدائی مسلم تاریخ میں معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳۷ میں قادیہ کی جنگ میں ٹکست کے بعد بھوی اشرافی نے (عربوں سے انعام کیلے) سارش کا ایک واضح مخصوص پڑھی دیا تھا۔ کیونکہ وہ اسکے بھی

فرماویں کر کئے تھے کہ کچھ ہر بُدوں نے اپنی شہنشاہیت کو کیسے ہلاک اُفریزیں زکر ہوئے چاہی تھی۔ بعد اپنے

انہوں نے مسلمانوں میں لاثنا ہی جسانی اور ہوتی تاز ہات بیدا اکدیے۔ جنکے لئے انہوں نے اپنی وطنی صلاحیت اور شاہی اڑور سوچ کو استعمال کرتے ہوئے تاریخ کی اپنی مخصوص تو جیہات وطن کی تھیں۔ وہ ہمیں کو رغماً کامیاب کو

نیست تا پور کر دائے میں کامیاب ہو گئے۔ بعد میں انہوں نے ہالا کو ہون کو دیکھ لیا۔ ۲۵۸ میں جامی خلافت کو کسی برہادر کروادی اس طرح انہوں نے عربوں کے ہاتھوں سے اپنی شہنشاہیت کی چاہی کا انعام لیا تھا۔

فارس کی قوم کے بعد کچھ بھوی اشرافی نے اسلام تبلیغ کریا تھا لیکن اسکے زیادہ تر اور اور دوسری ملکتوں میں فرار ہو گئے

تھے۔ شہنشاہ اکبر کے فور توں کی طرح ساسانی ہادشاہوں کے میں رون ہوتے تھے جو سارہ وہ کھلاتے تھے۔ ان میں سے پندرہ ریچ گئے تھے جو انہوں نے مجھی شہنشاہ کے پاس سر ترقیت میں پناہ حاصل کر لی تھی۔ جہاں وہ سر جو رکر پیچے گئے اور خلاں کو

ہلاک کرنے کے علاوہ انہوں نے مسلمانوں کو قرآن سے برگشہ کرنے کی ایک بھی تیار کر لی تھی۔

فارس کی فوجوں کا نکست خوردہ کا ناٹر رہ ہر مزان اس اسوارہ سے رابطہ میں تھا وہ حضرت علی چوہنگہ دیکھنا زندگی چاہنے میں کامیاب ہونے کے بعد مدینہ میں آباد ہو گیا تھا۔ نئے نیدن کے یہود یاں اور لہار ایخوں سے مکسر اس رکن کی اور مختیہہ بن

شعبہ کے ایک سازم فیروز ایلو لوكھار کر لیا کرو ایک مخصوص دو دھاروں ایک تحریر سے حضرت علی چوہنگہ کے انکو شہید کر دے۔ جبکی انعام دہی کے بعد فیروز نے منصوبہ کو خیر کیلے خود کی کی تھی۔ حضرت علی کے میں عبید اللہ بن

عمرؑ نے ہر مزان اور دوسرے سارشیوں کو خصہ کے ہذبات سے مظلوب ہو کر بلاک کر دیا تھا۔

عبداللہ بن ساجہ ایک بھوی فوج کے مخصوصہ کو خیر کیلے خود کی تھی۔ بہت مشجور ہو گیا تھا کہ خلافت کا حق تو سار

کے خاندان کا دراثت اور آسمانی حق تھا۔ اس نے مرد کے ایک بیٹا میں خیر سے مل کر ساز بارز کی تھی۔ جس نے خوبی اسلام ”قولِ کریما تھا۔ ہنپر دم میں شای خلقی دستہ کا سبق سر برہاد تھا۔ تاریخ کی اس توجیہ کے مطابق حضرت مُحَمَّدؐ کے دور میں اسن اور خوشی کی تھی۔ جب حضرت علیؑ مُحَمَّدؐ کے گورنر۔ حضرت معاویہ شام کے گورنر اور حضرت اُبَیْن العاصؓ مصیر کے گورنر تھے۔ ظیہش ایک معمولی انسان کی طرح کسی عناۃ کے بغیر (مدینہ میں) رہتا تھا۔ سپاہن شہزادوں اور اسکے پیغمبر عباد اللہ بن سعید نے اس کا فائدہ اٹھایا اور ظیہش سوئم حضرت عثمانؓ گوا کے گھر میں گھس کر شہید کر دیا ہے۔ وہ قرآنؐ کی تلاوت کر رہے تھے۔

اس اسورد کے منصوبہ کے مطابق پھر مُحَمَّدؐ میں ایک بھوئی جھیڈ خدا میں نے جس کا القب اُن حُجَّم خادوں مداری تھے جس سے حضرت علیؑ پر کوفہ میں ملک کیا جائے تھے تو جن دو بعدوں کی شہیدیوں کے تھے۔ ہم حضرت مُرثیٰ شہزاد کی سازش کے غرض کے بیان نے ۲۷ ہی میں حضرت حسنؓ ہو ہلاک کرنے کی تاکم کو شہزاد کی تھی جب اس نے حضرت حسنؓ گورنر ہو رہا تھا۔ لیکن دوسرے زمانے سے ۳۰ ہی میں اسکی وفات کا سبب سل کی پیاری (لُبی) بتایا جاتا ہے۔

حضرت معاویہؓ میں انشغال ہوا تھا۔ نے ظیہش کے انتقام کے لئے مشارکت کا سلسہ جب سے شروع ہوا تھا۔ جب جہان بن ہرمن بن طلب بلال بن یوسف اور اسکے ساتھی رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر گونڈ کے گورنر میں گھس گئے اور وہاں کے گورنر حضرت حسینؓ ہن میں گھس کر شہید کر دیا تھا۔ اور عباد اللہ بن زبیرؓ چاند مسحودی کے بیان کے مطابق آخیری سالوں میں جہان بن عبد اللہ بن زبیرؓ کے غافل بھی اُن میں شامل ہوا تھا۔ اور عباد اللہ بن زبیرؓ چاند میں کوئی کوشش میں بالآخر کیوں نہیں کیا تھا۔

ڈاکٹر احمد نے تصریح کی ہے کہ روابط کے مطابق کربلا کا سالنامہ ۱۸ میں قوع پندرہ ہوئی تھی۔ ہم بھی حضرت حسینؓ کے فرزند امام زین العابدین نے اپنی وفات تینی کتاب میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہوتا یہ کے قریب لکھی گئی تھیں۔ امام ہاکؓ نے بھی اپنی حدیث کی کتاب مسلم میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے جو حدیث میں تصنیف ہوئی تھی۔ گواہادیت کی کتابوں میں ہر طریقہ کا تذکرہ موارد وغیرہ کیا گیا تھا جو ۲۶ میں مظہر ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے جو ہمیں سخت وسائل سے تذکرہ لکھ دیا تھا۔ اس نے کسی لیاقت کا حوالہ دیا ہے جس نے اس سے پہلے اسکو کہا تھا۔ جبکہ لیاقت ایک افسوسی کردار

ہے اور کیونکہ گمان کیا جاتا ہے کہ طبری نے خود ہی یحییؓ (استان) لکھا ہے۔ عباسوں کے دور میں فارسی گھوں بہت با اڑتھے بلکہ دراصل اسکے قیام کے شر اکتار تھے۔ ابو سلم خدا میں بھی ایک خفیہ بھوئی تھا۔ وہ اتنے با اڑتھے کہ ہارون رشید اسکے سامنے پہنچا تھا (اس حقیقت کے پاؤ جوڑ کو خود اسکی ماں بھی بھوئی تھی)۔ بر اکر خاندان جو نسل بھوئی تھا بے شال اقتدار کاماں کی اور اس قدر با اڑتھا کہ اس نے ہارون رشید کی وزارت میں عدالتون (دربار) کی زبان عربی کی جاگہ فارسی کردی تھی۔ علماء کا دو طویل ہمایہ ترمذ پر حصر ان کی تھیں۔ اور ان حالات میں حقیقی تاریخ اور عقیدہ سے اخراج شروع کر دیا گیا تھا۔

بھرپوری سے ایام ابو یوسف عابدی خلافت میں عدالت اتفاقی تحریر ہوئے تھے (۱) تو امام طبری نے ظیہش مدت کے دربار میں اپنے قدم جھائی تھے جسکے بعد انہوں نے ظیہش کے عزیز ترین عالم بنتے کیلئے مقصدہ اللہ کے خلیفہ کا اگر گئے گئے تھے۔ شاید ہر کارے کے مدینہ۔ دمشق۔ قادسیہ۔ کوئی درود سے موبائل امور مقامات پر وادی کے لکھنے لکھنے دیے تھے۔ جھوٹوں نے دہماں کے کتب خانوں میں رکھی ہوئی تامہن مہلکات میں شائع کر کے ایک جھوٹوں پر سرکاری نظوری کے تھے۔ جھوٹوں نے دہماں کے کتب خانوں میں رکھی ہوئی تامہن مہلکات میں شائع کر کے ایک جھوٹوں پر سرکاری نظوری کے لکھنی ہوئی تامہن میں رکھدی تھیں جس پر شاہی مہر شہرت تھی۔

اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد الرحمن بن عبد الرحمن کو کوہ تینین (اندیش) کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اسی سربراہی میں سلم افونج سرحد پار کر کے جو نبی فرشتہ میں داخل ہو گئی تھیں۔ حررے اہم و اغاثات کا عربی میں ایک شاہراہ کھدا شرود عکی تھا۔ ۲۰۰ میں ایک اخیری افریسون اشبلیہ کو وہ روزنا چوپل گیا تھا جو پہنچا گئی حالت میں نہیں تھا۔ پھر کوئی جیسا حادثہ اسکا ہوا تھا۔ اس کا ہباؤ نی میں ترجیح کیا گیا ۱۹۰ میں ایک برطانوی عالم ڈسٹریکٹ ملکری نے اسکی بڑی اختیاط سے جانچنے کے بعد اس کا انگریزی میں ترجیح کیا گیا۔ اس کی ترجیح کیونکہ یورپریں میں اس کے تربیت کے اہم زمانے سے متعلق تھی۔ ڈاکٹر کے مدد جات حسین

(۱) کیا جاتا ہے کہ یقینی پوست امام ابو عینیہ کے شاگرد تھے اور اسکے ذریعہ یقینی اندرانگی ہوئے۔ کیونکہ نعمان بن شاہرت (دکالت ابو عینیہ) کی کوئی کتاب یا تحریر موجود نہیں ہے۔ محدود عماری نے امام ابو عینیہ کی بات ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں مخدوم والوں سے تباہی ہے کہ وہ اخدا ہبہ کیا پانچ اور تیر کے انعام بخوبی پر میکت و ازکر تھے۔ جو ایک از اہم اخراجات تھی جس کی تحریر کا پورا کام ایک گھرانی میں ہوا تھا۔ اسی بات مخدوم والوں سے تباہی ہے کہ جو یقینی کے پہنچنے پر انکو تحریر دیا گیا تھا۔ بخدا کو ہاؤ نے عمل کر کے ہر اکر کو دیا تھا۔ جرم

خاتم زادہ اور عبدالقادر موسوی کے علاوہ عبد الجبار فاطمی کی لکھی ہوئی تحریروں کی توثیق کرتے ہیں۔ جو انتہول کے مخطوط
دستاویز خانہ میں رکھی ہوئی ہیں۔

مرین عبد الرحمن نے لکھا ہے کہ کس طرح مجوسوں نے اسلام کے ابتدائی چند عشروں میں عراق میں تندگانیوں کی تھیں
بلکہ وہ وقت بوقت اپنی فشار پیدا کرتے رہے ہیں۔ حکوم حضرت علیؑ اور حضرت مسیحؓ نے اپنی گورنری کے زمانہ میں
زمیں پر جنت ہماری تھا۔ لیکن جیشی خراسانی اور جاہن ہر مژوان نام کے دو بوجویں نے انکو شہید کر دیا تھا۔ لیکن حضرت علیؑ
اور حضرت مسیحؓ گاخون رہیاں نہیں گیا بلکہ کوئی ذکر نہیں ہے۔ ذرا سی کا اختتام ملائی ہے جو تاریخ مسلم اذراج
اسکو کی کہا جائے کہ اس میں بھی کربلا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ذرا سی کا اختتام ملائی ہے جو تاریخ مسلم اذراج
کا عبد الرحمن غافلی کی قیادت میں فرائص میں فرائص میں دھڑکوں اور بصرہ شام اور مصر کے مقابلہ میں اسے زیادہ خوشحال تھے اب
شہید ہو گئے تھے۔ اگر مسلمان اس بجک میں فیضاب ہو جاتے تو یورپ اور باقی دنیا کی تاریخ ہی مختلف ہوتی۔

قارئین اس پر بحیران ہو گئے کہ تاریخ کی یہ توجیہات کیوں معلوم ہیں؟ یہ اپنے ہوا کیونکہ عباسی دور میں باقاعدہ ایک
مشوپ کے تختِ اعلیٰ پر اٹھنے کیا کوچاہ کر دی گی تھا۔ اور جب سے یہ عباسیوں کی سرکاری توجیہات برقرار رہیں اور
مدیوں سے ہمارے علماء مسلسل جوش و خروش سے اپنی توہین کرتے آ رہے ہیں۔ جب ۲۸۷ء میں بغداد مٹوح ہو گیا تو
ایک بھروسی ائمہ الرہیم طوی۔ بلا کو خان (احمد آور) کے شیروں کا سر براد اور ایک خنیجی بھروسی ائمہ الرہیم علیؑ (اصل نام
حضرتو شیریؑ) عباسی خلیفہ مصطفیٰ بن العلیؑ کا دیریاظم تھا۔ آپ تینجا کا خوبی امداد کر کتے ہیں جب خان نے حملہ کیا تھا۔
کیونکہ اسکو خیری طور پر حکمی دعوت دینے والے علیؑ تھا۔ دعوت دینے سے پہلے علیؑ نے بغداد کو فوج کو ختم کر دی تھا۔ (۱)

(بلاؤ کو فوج کا تینین دلایا تھا) ایسے میں بغداد کے مسلمان یا تعداد میں صورت تھے یا بھر حال اور ارام پرمادش کر
رہے تھے۔ علویوں نے ہر نظر آئنے والے علیؑ کو کات دیا تھا (آخر میں علیؑ کی بھی ہاں تکشیں کی گئی تھی) بھوسن نے
یعنی ہالی تھا کہ دنیا کی تھیم تہرین لامبری کی کشائیں اسن کی ذاتی گھرانی میں جاہد کر دی جائیں۔ (تاکہ کوئی مگی
.....)

(۱) بغداد کی خلافت کیلئے ہاں ایک لاکھ کوئی لوگ عبارت نہیں کرتے تھے یا درود نہیں رکھتے تھے یا پھر خیرات
نوچ کی رفتاد سے مل پہنچ بھروسی اس کو فارغ کر دیا تھا اسے دریا کے بند بھی تردا ہے تھے تاکہ شہر میں سالانہ پانی والی ملہ ورنے۔ (ترجمہ)

تائپنڈیہ کتاب بھی نقیٰ کر رہا ہے) چنانچہ جو تاریخ ہم کو بوجویں اور اسکے اتحادیوں کے تو سطح سے ہے پھر ہمیں ہے اس
میں عجیب تصادمات ہیں۔ آئیے ہم اسکی ایک مثال کا جائزہ لیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہے۔

جب ۲۸۷ء میں فارس قبیلہ ہوا تھا تو میں تھیں۔ مکمل تیدی لائے گئے تھے۔ ان میں فارس کے باہم شاہزادگر و موضع کی تین
بیانیں تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک شادیاں حضرت مسیحؓ نہیں تھیں، حضرت محمدؓ نہیں اور حضرت عبید اللہ بن عمرؓ سے
کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ خالی کیا تھا کفر احمدی کے اس مغل سے دونوں اقوام کے درمیان خبر سکالی کفر نہ ہوگا۔
دوسری توجیہ کے مطابق، یزد گرد کی دو بیانیں تھیں جو کی شادیاں حضرت مسیحؓ اور حضرت مسیحؓ سے کی گئی تھیں۔ ان میں
سے کسی بھی توجیہ کی بقول کریں تو دو تاریخی خلاف کو گلے سے اس اثاثہ میں ہو گا۔ اول تو یزد گرد، اسال سے ۲۱ سال کے
درہمان تخت شہنشاہی تھا۔ جسکے بعد سال ۲۲ میں بحدفاں اس کے تاخم سے کل گیا تھا۔ اسکی اسارت ۲۲ء میں شادیوں
کے قابل کیسے ہو سکتی تھیں؟ دوسری کے شادیاں ہوئے اور جو اسکے تاخم اور حکم اذراج کے وقت جل جائے
میں ہو اتحاد ۱۱ء میں ہے تو اس کے شادی کیسے ہوئی ہوئی؟ آگر آپ اپنے ہمیں ہیں تو یہیں اس
میں دو توجیہات اور پیش کر سکتا ہوں جن میں یہ یزد گرد کی بین کی لاکیاں تھیں یا یزد گرد کے بھائی کی بیناں تھیں۔
میں ایسے تصادمات کی اعتماد میں دیکھتا ہوں جن میں اس بات کا اظہار کرنے دیں کہ وہ تمام پرستیں جو اسلام میں
 داخل ہوئیں وہ سب بھروسی ریشہ دیاں تھیں۔ خلیفہ میں پر خدا کا سایہ ہے نبی خانہ نوروز (زور شی) اور قاری سال کا پہلا
دن سرکاری سلسلہ پر خانیا ہاتھ شب برات (رورخی خیال) کا یہ نہیں ترقیتی سبب کی مردم انجاد کیا تھا نہیں۔
تو این کو پیلک قائن سے علیمہ کر دیا گیا تھا جس سے دعویٰ ای انتقامیہ (علما مکالمہ حکام) و تور میں آگئی تھیں۔
پہلے سے لکھی ہوئی تقدیر کے نظر پر اکتوبرت بیجنگی تھی تھووف (روحانی مشقوں کے ذریعہ خدا سے رابط)، کو روغ دیا گیا
تھا۔ ذہانی پیغمدر کوہ کی ادائیگی کے ساتھ سر برادی اور نظر پر یہ جہا کو وحدت اور دیکیا تھا خصوصاً اقبال
کے الفاظ میں۔ بدھتی سے فارس کی فوج کے تینیں میں اسلام زور شی نہ سب کے سایہ میں آگیا تھا جائے اسکے برخلاف
.....

اسلام کوئی بیانہ نہیں ہے یا اسے نہیں آیا تھا کہ لوگ عبارت نہیں کرتے تھے یا درود نہیں رکھتے تھے یا پھر خیرات
نہیں دینے تھے ایسا لئے آیا تھا کہ ان پیغامات میں انسانوں کی ملی ترقی کے سبب چدراضافے اور تہذیبوں کے بعد اگلی

تجھیز کرے جو دوسرے بخیر لائے تھے۔ یہ رابری انساف۔ دولت کی منصافتی تھی اور پڑی ریت قرآن خدا سے براء راست را بطور حاصل کرنے پر مشتمل تھا۔ لیکن یہ سب کچھ یا سی اور منسی انتظامی کیلئے ناقابل قبول تھا کیونکہ وہ عالم کو بدستور طبعی اور اپنا فرمائنا بارہ کرنا چاہئے ہے۔ اسکے لئے انہوں نے خود کو خدا اور بندہ کے درمیان کا درسل بنا رکھا ہے کیونکہ انہوں نے سمجھا ہوا عبادی سیوں کے درمیں قائم کی ہوئی تباہ مہتوں کو جوں کی توں رکھنے کا فصلہ کیا ہوا ہے۔۔۔ تاکہ مسلمانوں کو ان رسومات میں مشمول رکھا جائے جسکے محتانی تمدنی کی تھیں ایک قائم (قائم الصدقة) کا نہ ہے۔ اسی جو کچھی ختم نہ ہو گے۔۔۔

موجودہ مدوبہ اسلام کی بنیاد اپنے ای اسلامی سلطنت پر ہے جسکے لئے علامہ اقبال نے ”اعجی اسلام“ کی اصطلاح استعمال کی تو سرپریز اسکا ایجاد کردہ اسلام سے معنوں کی اور حالتین افغانی نے اسے بلاکت آفریں اسلام کا نام دیا تھا۔ قتل اسکے کر کہ اسکے حل کی بابت بات کریں۔ ہمیں چاہیے کہ یہ زور لیں کہ ہم کہاں بچتے ہوئے ہیں۔ پھر پھر مشہور سی جامیں احادیث شمول چارشیدہ جامیں احادیث تمام فارسی (جمی) نسل تھے۔ مسلمانوں کی کافی بڑی تعداد یہ عجیدہ و دلکشی ہے کہ ان جامیں کے مجموعے قرآن کے بعد سے زیادہ متبرہیں۔ جبکہ جو یہ کہ یہ جامیں ایک دوسرے کی بابت کوئی بہترانے نہیں رکھتے۔ اسکے علاوہ سب سے مشہور صفر قرآن اور تاریخ نویں امام طہری بھی فارسی نسل سے تھا۔ اس ”اعجی اسلام“ کا مطلق روایات پکو دوسرے عالی کے علاوہ بہائی نہیں پرہوا تھا کیونکہ بہائی ہمیں انبیاء اللہ کا دعویٰ تھا کہ وقاریں کے پادشاہ یہ دوسرے فارس کے پادشاہ یہ دوسرے فارس کے مطابق بر صغر میں بھی مشہور ترین کے دو دوسرے اور جو جو نبیوں اور مولانا اور مولانا احمد قاری ای فارسی نسل سے تھے۔ اپنی ہم میں سے بہت سوں نے تعمیر کر کا نام ساہو گا۔ جسکے مصنف فخر الدین رازی تھے۔ وہ بھی فارسی نسل سے تھے۔ اپنی تفسیر کی ۳۰۰ جلدیں کی تحریر کے بعد امام نے ایک بہت دیرینہ اعتراض کیا تھا۔

”قرآن کا مطلب بیان کرنے کیلئے سیمری تمام وقتی اور مطلق ملائیں اکارت ہو کر معدودت نہ گئی ہیں۔ قرآن کے جو مطالب مفردہ اماں (طبی، روحی، امین، کشیر، بخاری اور سلم وغیرہ) نے بیان کئے ہیں وہ گمراہ کرن اور بے کرانے والے ہیں۔ ہم تمام ہی شیطان کے آلات ہیں۔ ہماری ارواح گندی اور دنیا کی خواہشات کے زہر سے بھری ہوئی ہیں اسلئے ہماری تمام کوششیں اور اعمالِ راہگاں چاہیئے اور ہمیں دلائلیں ذلت۔ تشدید اور عذاب کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

ان بخوبی ریڈ دانخواں سے اسلام کا سطح تمدیل ہوایا ایک لمحی داشтан ہے۔ شاید یہ بتانے کیلئے ان کی سازشوں کا ایک فتحرسا جائزہ کافی ہو گا کہ کس طرح (انہی سازشوں) سے انہوں نے ہماری کیا حالتِ بازاں ہی۔ صلوٰۃ بُوک ایک قرآنی تصور ہے اسکو ہمارے لئے ایک رکی عبادت یعنی نماز بنا گیا۔ دراصل نماز ایک زرثی عبادت ہے جو اس کے میر و کار مقدس آگ کے سامنے ادا کرتے ہیں۔ جبکہ وہ خداوندی کے مطابق صلوٰۃ ایک بھجوی تصور ہے جو کا مطلب اللہ کے تمام حکام کے آگے سر جھکانا اور طکری لغم کی تھیں ایک تتم (قائم الصدقة) کا نہ ہے۔ اسی طرح قرآن میں زکوٰۃ ہمیشہ صلوٰۃ سے ملکراہ ہے جو کا مطلب حکومت اور عوام کیلئے اپنی دولت اور اناٹوں کا اپنے ساتھیوں کے قائد کیلئے کھلا رکھا ہے یعنی یہ نہیں کہ آپ صرف ہلال فی صدر کی وجہ پر جائیں۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے: ضرورت سے زیادہ سب کچھ دیدیں (۲۱:۶۲ قرآن)

اسی طرح قرآن میں کسی سمجھیا مددی کا ذکر نہیں اور اسکی بابت کوئی ایک بھی معتبر حدیث ٹھیں نہیں کی جاسکتی ہے۔ پھر بھی مددی کے غابر ہو کر بدیٰ خوفم کر کے قیامت سے پہلے دنیا پر حکومت کرنے کا عتیقہ ہمارے ایمان کا ضروری حصہ ہے۔ جیسا ہے۔ (۱) یہ عقیدہ اور اس کا فرضی طور سلاںوں کے برے وقت میں عوام کی طائفتی کا باعث بن جاتا ہے۔ تاریخ کے تمام زمانوں میں مذکور طالع آزماؤں نے اپنے مقاصد کو گے پڑھانے کیلئے اس عقیدہ کو استعمال کیا ہے۔ زرثی نہیں کے پھر و کار اپنی نجات کیلئے ہمیشہ سے ایک سمجھا (تیرتا) کا انتشار کرتے ہیں۔ اسی تصور کی وجہ سے جو کوئی ثابت اور برادری اپنی نہیں طالع آزمائی کے سبب کافی نجات دیتے۔ اسی نجات کا علاوہ اسی نے ختم نبوت کا عتیقہ دیکھا اگرکو اور تمام انسانیت کو اس مریضانہ اضطراب اور تکلف وہ انتشار سے نجات دلائی تھی۔ اسی لئے علامہ اقبال جس خیال کو اسلام میں باہر کی پوری نیکاری کیجھتے تھے بدستی سے ہم نے اسی کو پانالا ہے۔

(۱) جو کوئی شیخ اکام اور تصویر سیوڑی ہے۔ حضرت عسکر نے مسح اور نکاح کو دعویٰ کیا تھا۔ لیکن یہودیوں نے اپنے اکام کیا تھا۔ ہم اس حالت میں بہت کنگروں کا خاکار ہیں کیونکہ تم حضرت عسکر نے کے زندہ امانت پر جانے اور دوبارہ زمین پر آکر رچا (انہیں کاٹا خڑی جگ) میں نکلت دیکھتا ہم یہودیوں کو ہلاک کرنے پر ہمیں سمجھ کی طرف ایمان رکھتے ہیں اسی تھی اسکا بہاریوں نامہ مددی ہے اس جو تقریباً پارہ مددی پہلے پیدا ہوئے (تام منظہن کو ہلاک کر کے روشنہ رسول سے دو ہمہ دنیوں کی لاشیں نکال کر کوپا اور دیکھی یہ عتیقہ ہماری طور پر پاکل کے مطابق یہ سایوں کا تابا جاتا ہے جسکو تیر و دل اور حادثوں کے راست مسلمانوں کے ایمان میں دلخیزی کیا ہے۔ تیرم

میں اس سے پہلے تاپکا ہوں کہ کس طرزِ آئینے خصیر سازش کی بنیاد پر ایسی حقیقتی تھی جس کا اصل منشأ قرآن کے خلاف اُنکی اہمیت کم کرنا تھا۔ چنانچہ سے پہلے اُنکی غیر صداقت احادیث مغربی چین کے مقصد قرآن کے طرز ہیمان۔ معاوادر ساخت کی بابت ٹھوک پیا اکنہ تھا۔ اسے بعد قرآن کی ہر ایمت کے حقیقت کے اور اُن کو اُنچی نشان نزول کی روایات کی پابندی کہا تھا یا گیا۔ سازش کی آخری کڑی یوں پری ہوتی کہ قرآن کے حقیقتی تعلیمے کیلئے تحریر کا عصا ہاتھ میں پکڑا دیا گیا۔ یہ تینوں راستے ایک ایسے پر پردہ منصوبہ کا صحتی جس میں بدکاروں نے اُن کا ایک ایسا نظریہ پایا تھا جس سے اختلاف کی کوشش کرنے والے شخص کو تکرار طے شدہ دردیات۔ سرکاری تو چیز اور مامدوخت کے خلاف ہوئے سبب موت کی مزادیہ ہے تھے اور بدکار علماء کے ارتدا کے فتوے و مکار اسلام سے باہر کر دیئے اس پوری سازش کے تابے پانے ارادوں کے بعد انہیں اعلیٰ دینی خدمتی خیز ہو گئی اور دوست گروہ ان کا ردار ویکھنے لگی۔ اپنی کرشما تھیت کے سبب وہ جلد ہی عیسائیوں میں ایک خوب دیکھا جس کے بعد وہ ایک سرگرم عیسائی بن گیا۔ اپنی کرشما تھیت کے سبب وہ جلد ہی عیسائیوں میں اشہر سونئی پڑھائی تھی میں کامیاب ہو گیا۔ حالانکہ اپنے انجمن پسند اخلاق اور دوست گروہ ان کا ردار ویکھنے لگا۔ ملامت کا سامان بھی کر دیا تھا جلدی وہ عیسائیوں کی سرگرمی ہائی جنگ کرنے میں کامیاب ہو گیا جلدی ویکھنے لگا۔ ملامت کے ساتھ ہی اسکا قریبی حلقہ برقرار تھا۔ رضا اسلام نے اپنی بیت سکرتیب زٹٹے میں تفصیل سے تابا ہے کہ سطر حکم کے پادشاہوں۔ پر قاش علامہ اور دوسرے غائب کی مناسب مدح اصل تھی۔

اپنی تاریخ کے پورے اور اور میں مسلمانوں کے چند چہاروں کے سبب اُنکی ولیری میں کبھی بھی کی نہیں آئی لیکن یقین تھا کہ جب کسی اور جہاں کہیں بھی یہ ملک ہو سکتا تھا اپنے نئی سے بھل گئی تھی۔ چنانچہ یہیں سے سازشوں کے خلاف تحریری طور پر مسلک ہو کر کھڑے ہوئے تھے۔ یہ درسی بات ہے کہ تم کتنا مولوں سے بھی واقع نہیں کر سکتے مکوموت۔ کوڑوں اور زبرخانی کی سزاویں کے بعد، اسکے مولوں اور کاموں کو ایک صنعت بندی کے تحت تاریخ کے صفحات سے مناویا گیا تھا۔ چنانچہ اسلام مفہومی۔ ایسا لاقسم تھی اور قتل بن اسکے نام طرح صفائی سے مفاد ہے کہ اسی کام کو کوہ سروں کی کاموں میں انجامی تھی جو الہوں ہی میں دیکھتے ہیں۔ کیونکہ تاریخ میں درج کی گئی بار بار کی اختلاف رائے کے ایک موادی بناوادت میں بد نئے کا خودہ تھا۔ تحریریہ کا اسلام کو گئی اسی آزمودہ کا رتکیب سے براہ کردیا گیا جو عیسائیت کی براہ دیکھنے کے استعمال کی تھی۔

آج ہماری کے عیسائی مذہب پر مل کیا جاتا ہے اُنکی عیسائیت کے لئے نزدیکی تھی نے اپنی جان قربان نہیں کی تھی اُنکی چدد جد رائی اینڈ ایم روایات (status quo) کے خلاف بناوادت تھی۔ چونکہ غیریہ کے سامان بد مٹوان نہیں قیادت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے جو مذہب (بیرویت) کو انکا پناہان بنانے کیلئے استعمال کر رہے تھے اور ٹھوک روی گورنر کی پوری حمایت حاصل تھی۔ عیسیٰ کا ایک باغی کی حیثیت سے مصلوب کیا گیا تھا جب انہوں نے سوپر قدم دیئے

والوں کے مکانوں پر حملہ کیا تھا اور بیکل سیمانی کے سب سے بڑے بیکل کی حاکیت کو عوام کے سامنے پھیلتی کیا تھا۔ عیسیٰ کی قربانی کے بعد تحریریک اُنکے بھائی میجری قیادت میں بھیل گئی اور اسے مذہبی قیادت کو بے اقتضای کر دیا۔ اس اصلاحی تحریریک کے اثرات سے خوفزدہ ہو کر مذہبی قیادت نے اپنے اٹھ کے ذخیرہ سے چالہاڑی کے استعمال کا فیصلہ کیا۔ سینٹ پال (سال آف ٹارس) اس تحریریک کا شدید مخالف تھا اور اس سے جہاں تک ہو سکتا تھا وہاں تکہ وہ اس تحریریک سے وابستہ لوگوں کا جہاں دو بھر کر دیا تھا۔ اس تحریریک کے ذخیرے کے خطرے کا دراک کر لیا جھکے بعد اسے دھعن کے دراثت میں ایک خوب دیکھا جس کے بعد وہ ایک سرگرم عیسائی بن گیا۔ اپنی کرشما تھیت کے سبب وہ جلد ہی عیسائیوں میں اشہر سونئی پڑھائی تھی میں کامیاب ہو گیا۔ حالانکہ اپنے انجمن پسند اخلاق اور دوست گروہ ان کا ردار ویکھنے لگا۔ ملامت کا سامان بھی کر دیا تھا جلدی وہ عیسائیوں کی سرگرمی ہائی جنگ کرنے میں کامیاب ہو گیا جلدی ویکھنے لگا۔ ساتھ ہی اسکا قریبی حلقہ برقرار تھا۔ رضا اسلام نے اپنی بیت سکرتیب زٹٹے میں تفصیل سے تابا ہے کہ سطر حکم کے ایک اصلاحی تحریریک کے انتقامی پبلوک بود ہوش ہا کر اور اسے مظہم نہ بہ میں بدل کر عیسائیت کا نام دیا گیا تھا۔ اسلام ایک اور انتقامی تحریریک تھی جو جریہ رہنے والے گرفتار اور اس سے آئے تکہ تجزیہ سے بھل گئی تھی۔ چنانچہ یہیں سے کے تجزیہ طور پر بھوکی رہنے والی اشرا فی اور اسکے اشترا کیوں نے۔ نئے مسلموں (عجیبوں) اور پرانے مسلموں (عربوں) کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑے کرنے کے منصوبے بنا لئے تھے۔ خواصیک خلافت ختم ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو اسی بات پر اکسایا گیا۔ جسکے بعد اس پر ایک بڑی تحریریکی کی حکمرانی کا حکم اعلیٰ کام مسلمانوں کا ہے یا حضرت علیؑ کی اولاد کا ہے؟

اسکے ساتھ ہی جان بچکر یا انجما نے میں اسلام کی ایک راہبانہ تکلیفی بھوکیوں نے روشنas کرائی۔ جو اس تاریخ میں فیر اسکے ساتھ ہی جان بچکر یا انجما نے میں اسلام کی ایک راہبانہ تکلیفی بھوکیوں نے روشنas کرائی۔ جو اس تاریخ میں فیر جانبدار رہتے ہوئے تھوکات کے طلبگار تھے۔ والصل بن عطہ اٹھ کے بھوکیوں کی بھاگنا تھا۔ جنکی دشوار تھیت تھے میں اس چال کا اور اُن کریا تھا۔ انہوں نے پہلے اُن بھوکیوں (علیؑ کے پوتے) سے امامت کے مسئلہ پر اختلاف کیا اور اسی میں ایک راہب حسن بصری سے ایمان کی توہینت کے مسئلہ پر اختلاف کیا اور اسی میں ایک قدرت و اقتیاد و مظلوم کو فسطد کرنے کا قرار دیئے گئے اسلام کیا تھا۔ (اس نظریہ کی اعتراض اکہا جانا تھا اور اسکو ماننے والے مخترک کہلاتے تھے۔ ترجم)

وامل بن عطا کاظری بحکومتے والے مطری کہلاتے تھے تھیزی سے بھیل گیا تھا اور ائمہ اکبر برادر کو دیا
گئی تھی۔ انکو بعذی طلاق کر کرچیں لیا گیا جسکے تھیہ میں بنیادی اہمیت و تھی کی وجہے بدل کو حاصل ہے اسی اثنام
شیعہ نے اپنے اسلامی کو بنیاد پر کارہاڑا ضامی فلسفہ تھیہ دیا جو صد یوں میں بدتر ج آگے بڑھتا رہا۔ جس میں وفاوتا
اختلاف سے نی شاخیں نکل کر رئے فرقے بنتے رہے۔ جملی اپنی خصوصی الہیات میں جواہر اسلامی۔ علمی جو اور جہاد بغا
کے پس مظہر میں آجھیں آسکتی ہیں سان عوال کے تینیں اسلام کی ایک مظہر مذہب میں جنمیں ہو گیا ہے۔
مسلمانوں کی سست گنج کرنے کیلئے چند لوگوں نے کوشش کی تھیں۔ جنکو طلاق اور تکشید کا شاندیہ بنا گیا تھا۔ جنکو مظہر
نہیں رہنا تو اس کی پیرویاں اپنی مضمون میں کا اسلام بدستور اخلاقی غالب ہنا ہے۔ صرف میں اس تدبیر کے نتیجہ
سے ممتاز اور مشہور داشتہ علماء اقبال اپنی انگریزی کتاب کی وجہ سے تھے۔ (۱)۔ (جکا باقاعدہ جہاد الدین کا یہ اور دو
ترہیں الہیات اسلامی کی تکمیل جدیہ کے نام سے طبع ہوا تھا۔ مترجم) مدد ۱۹۵۸ء میں انہوں نے پڑے جذبے سے اس کام کا
آنداز کیا تھا لیکن تویی سیاست میں پہنچی ہوئی صورتی کے سبب اور اپنی کتاب اسلام اخلاقی کی طباعت کے بعد
جب انکا فرقہ اور یا گیا تو انہوں نے اس سے تقریباً بھی اٹھا لیا تھا۔ لیکن جو شاخص اس کام میں آئے ہے جو مدنظر ہے
اُنکے لئے انہوں نے راست کی نشاندہی کر دی تھی۔ انہوں نے رہنمائی دی تھی کہ اسلام کیلئے صرف قرآن کے راست
سے چلتا ہو گا۔ (۲) جس کو مجیدوں کے الہامی ترجموں۔ تیروں احادیث و ارشاد نزد میں کہو گیا ہے۔

- (۱) پغمیر میں اسلام کے احیاؤ نہیں بلکہ کوئی سریجہ احمد غزالی کی تھی۔ اس سلطنت میں خصوصی تھے تھیہ الاعلامیں میں معاشرین میں
تھے اور مسلمانوں کے ساتھی کی طرف رافیٰ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی لئے مسلمانوں میں مشہور قاتم معمولات کا اکار کیا تھا۔ کوئکوہ و انہی کی
ست (نچر) کے خلاف ہیں میں کیلئے انہوں نے قرآن مجید کی آتتی ہیں کی تھی۔ اسی لئے اُنکے لئے نچری کی محنتی میں کی تھی۔ اسی
مقدمے سے انہوں نے پندوواروں میں اپنی تحریر قرآن مجید کی محنتی جو کمل نہیں ہوئی۔ پچھلانکے خلاف نظر کے نزدے دنگران پر کہ
مدید کے خلاصے تھیں بھی کرائی گئی تھی۔ اسی طرف وہ حضرت مسیح کی وفات کے نتیجے تھے اور اسکا نتیجہ قاتم سے بہت بھی کرتے
تھے۔ اسکے بعد وہ پوری طرح مون کاٹ کے قیام میں صورت ہو گئے تھے اور انہی وفات کے نتیجے تھے۔ مترجم
(۲) اسی بات کے لئے انہوں نے یوں کہا تھا: ”گزری خواہ اسلام نہیں نہست مکن ہے بلکہ زر آن نہیں

ایک طرف تو عالمیں کو عالمیہ طور پر پھلتے دی تو درمری طرف اسلام پر یہاں فلسفہ کے ختنے کے وارثین مطری نے
اسلام کی پوشیدگی چاری تھی کہ راکمکے صورت حال کو حسن کرنے ہوئے اپنے دوست عبادی طیبہ بارون الرشید کو
عقل پرستوں (مطری) کے پڑھتے ہوئے اثرات اور اسکے بیانی مضرات سے آگاہ کیا۔
بارون الرشید نے اُنکو کو اپنی بھائیہ مبارت سے مطری کی تحریک کے اثرات زائل کرنے کی بابت کہا۔ پھر زیادہ عرصہ
گذرے بغیر ہی مطری میں بھی شیعہ کی تھیہ کی تھیہ اور وہ عقل پرست جنکار جان شیعیت کی طرف تھا انہوں نے بشار
بن امیر کی قیادت میں پھر وہ چور دیتا کہ بندگوں میں اپنے اپنے کمزیر ہے۔ بندگوں میں امامی مطری عاصیوں کے قرب
ہو گئے جن میں طیبہ ماں بھی شامل تھا۔ پوری مملکت میں اپنے عقیدہ بھیل گیا اور کمی تو اسکے لئے تھیزی میں اختیار
کی چالی تھیں۔ لیکن اپنی بھی انکا پورا مضمون کمل نہیں ہوا تھا۔

ایسا بھی اشعری بصرہ کے مطری اسکول کا کامیاب تقابل احرام اور نامور شاگرد تھا۔ اچاک ایک دن اسکا پڑے استارے
انسانی تدریت (اختیار) کے نظریہ پر اختلاف ہو گیا اور اس نے اسکول چوڑ دیا۔ اسکو جلد ہی آسمانی بادیتہ حاصل ہو
گئی اور اس نے ایک درست قائم کیا۔ جس میں قدامت پرست تصورات جیسے قرآن کا غیر تلقیون (بیشتر سے موجود)
ہوئے۔ مغلی دلائل سے فداع کیا جاتا تھا۔ (انکو تاریخ میں شاعر کہا گیا تھا۔ یہ مطری کا جمال گرد پر تھا)

اشاعرہ کے تقدیر پر ایمان کی بڑی دلائل کو سطح تھی: ”کائنات کے تمام کام خدا کی اپنی مرضی سے ہوتے ہیں۔“
یہی راؤ تھی کے ماہر طینہ متوكل کیلئے تقویہ بہت مبارک موسیقی تھی۔ جسے اس نظریہ کا طبع استعمال کیا، عالم کو ہر طور
پر بخراں کرنا چاہیے اچاہے وہ مہماں ہو رہا جا رہے۔ جاہے منصف ہو یا غیر منصف، ایک نکہ، بہر حال یہ خدا کے
مشوہب کے مطابق ہوتا ہے جو تازہ سے بلند ہے اسے اپنی پوری مملکت میں اشاعرہ کا عقیدہ رائج کر دیا تھا۔ اور مطری
کو جن جن کر بیداری سے ہلاک کر دیا تھا۔

اشاعرہ کے امیالی اسلام کے ساتھ وہی پکہ کیا جو بیٹ پال نے نیسا بیت کے ساتھ کیا تھا۔ اشاعرہ کے عقائد نے
اسلام کے ساتھی اور نبی محدثات سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں ظاہر حاصل کر لیا تھا۔ جنکو دعی صورت
حال ہے۔ اسی راست میں الغزالی اور انہی تیپہ طاہر ہوئے تھے لیکن انہوں نے تو عقل پرستی کا گلائی گھونٹ دیا تھا۔

اسلام کی احیائے جد یہ کیلئے علاس اقبال کی رہبری نہیں ہے۔ ان کا بین تھا کہ اسلام کی خانیت صرف قرآن کریم میں ہے، اور حقیقی اسلام کو بخوبی کیلئے قرآن کے علاوہ کوئی حاجت نہیں ہے، کیونکہ اللہ کے کتبے کے مطابق قرآن آپ کو خواص طالب سمجھا ہے (الْبَدْأُ إِلَيْهِ الْفُلْقُ) ایضاً شاعری کی طرح اس کا بھی ترجمہ نہیں جا سکتا ہے۔ اس کے معنی صرف اس میں شامل چند کلیدی الفاظ کے معنی مل کرنے بھی جسمی جا سکتے ہیں۔ چونکہ اسکے پیچے چند غیر بدل (قرآنی) تصورات ہیں۔

قرآن مجید کی آیات میں چند کلیدی الفاظ (مثلاً، صلوة، زکوٰۃ، لامگہ، جنت اور دین و فیروز) چند مقصود پیغام اور اسکے پس پشت تصور کو بیان کرنے کیلئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اگر ان الفاظ کے اصل معنی آزادی تو ہمیں قرآنی آیات کی معنی بخوبی کیلئے نہ تو احادیث کی احتیاج ہو گی اور نہ حقیقتاً شان مذہل کی ضرورت۔ لیکن آپری الفاظ عربی میں ہوں (بُرْكَةٌ وَ دَوْقَاتِيَّاتٍ) تو بُرکَۃٌ ٹھپس کیہے کہا کہے کہ اس میں نقیضہ کیا ہے اسکے معنی معلوم کرنے کیلئے کسی بھی اعلیٰ دستور عربی زبان کی لفظ سے مددی جائیکی ہے۔ لیکن علاس اقبال نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ حالت اتنا سادہ اور آسان نہیں ہے۔

غالب قرآن مجید عربی زبان کی پہلی نوشی، بلکہ شعری نوشی کتاب ہے۔ یہ پدر و صدی قل اس خالص عربی زبان میں نازل ہوئی تھی جو متألمی عرب اپنے روزمرہ میں استعمال کرتے تھے۔ عربی نویس کی تمام زبانوں کے متألمہ میں سب سے وسیع تین زبان ہے۔ مثلاً اس میں تکوار کیلئے ۵۰۰۰ اشیاء کیلئے ۱۵۰۰۰ اور اونٹ کیلئے ۳۷۵۰۰ ایضاً چنانچہ یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہے کہ قرآن مجید نے کسی شخصی کلیدی لفظ کو اپنے عامی بیان اور لفظ کے مطابق ان میں محدود نہیں۔ اسکے بعد متألمی طریقہ کار آئندہ ہے۔۔۔ مثلاً قرآن مجید کے تین مشہور اور دو مترجم (شاو عبد القادر مولانا محمود ناشری اور مولانا شیخ احمد عثمانی) نے اپنے آیت ۲۰۲ کے ترجمہ میں اس آیت کی (بارہت اور ماروت) روزگاریوں کو دی کرنے کی بابت بیان کیا ہے۔ لیکن مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے ترجمہ میں اسکو رکورڈ دیا

(۳) حقیقتی الفاظ کے مطابق قرآن کا مطلب بخوبی کیلئے احادیث یا تصریح کی کوئی ضرورت نہیں۔ بد و اپنی آیات کو اپنارہ بہرہ اکابر پسند کے الفاظ کے مقابلہ میں آپ کو خود کہہ میں آجایا کہ کس آیت میں کسی لفظ کے کامی کے لئے جائیں۔ مترجم (۴) حقیقتی الفاظ کے مقابلہ میں آپ کے احادیث یا تصریح کی کوئی ضرورت نہیں۔ بد و اپنی آیات کو اپنارہ بہرہ اکابر پسند کے الفاظ کے مقابلہ میں

ہے کہ دو فرشتوں کو کچھ بھی دی کیا گیا تھا۔
میں اسکی پیغمبار مثیلیں دے سکتا ہوں کہ قرآن کے ترجمہ میں ذخیرہ الفاظ کی کمی اور اسکے پس پشت تصور کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس پیغام کا جو ہر شائع ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں مختلف کائنات کے تین مرحلوں کے لئے تین مختلف الفاظ (طلق، نظر اور بدع) دیے گئے ہیں جو کہ انگریزی زبان میں اسکے لئے صرف ایک لفظ کو دیکھنی پڑتی ہے۔ آیت ۱۵۳: کامشہر ترجمہ ہے: «هُنَّا اللَّهُ أَكْبَرُ هُنَّا سَاهِهُ هُنَّا جُو ہبَرْتے ہیں۔ ہُنَّا بُرْمَرْ کے ادھے اسکے الیٰ میں تاثیت نہیں اور چاہئے ہیں۔ عرب ایسے بادل کو جو ایک جگہ کہما ہو اسی میں آسیہ علاوہ جو دریا یا گنج چلنے کیلئے جانے کے بعد شام کو پہنچی اسی تھادیں اپنی جگہ پر داہل کیے جائے اسے بھی الاصغر کہتے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ قدیم عرب جب بُرْمَر کا لفظ استعمال کرتے تھے تو اس کے معنی: ثابت قدم، ارادہ کا لپا، غر جزو۔ اور مستقیم یعنی تھے۔ جو اس سے بہت مختلف ہے جو امارے متقدم اور جدید عرب اس وقت لیتے ہیں۔ لیکن آپنی برداشت کرنے والا مجبور یا مریض۔ چنانچہ یہ ترجمہ اور اس سے سمجھنی آئندے والی بات سے سکھر جو قرآن میں بیان کردہ ایک وصف یا اصول برداہو کو تفصیل دے جاتا ہے۔

گذشت پندرہ صد یوں کے عرصہ میں عربی نے ایک زبان کی بحیثیت سے صرف اردنی میانزال ہی طبقیں کی ہیں بلکہ بھی اثرات کے سب اسکے الفاظ کے معنی میں بھی کچھ تبدیلیاں بھی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس میں زرد ٹھی (جوہی) تصورات کو داد کر کے انگوٹھے طور پر قرآن کے کلیدی الفاظ کے مقابلہ میں سب کے بھبھے قرآن کے اصل پیغام کے معنی اور غلبہ تمہیں کر دیے گئے۔۔۔ جو حال اسکے اختیار کی گئی تھی جو کہ اللہ نے قرآن کے انداز کی (حذف اور تکون قصوں کے زریحہ) خلافت کا مسئلہ لیا تھا۔ چنانچہ الفاظ اتوالیٰ رہے لیکن اسکے معنی تو زمزدہ کر تبدیل کر دیے گئے تھے۔
اسلام سے اُس کے عرب شعری کے بہت دلادوخت چونکہ اس وقت لکھنے کا ہمراہ تھا کہ ملکوں کو آناتھا اور کتابیں بہت ہی عتیقیں پڑھنے پڑھنے عربی بہت زیادہ غیر معمول یا داہل کی نسل سے دوسری نسل کو تخلیٰ کیتی گئی تھی۔ احادیث میں اس کے سر تجویزی عبارت میں آیک اور ظاظھری قدر یہ عربی شاعری کو کچھ کے بھی کی تھی۔ جو ایک رحمت ثابت ہوئی پڑھنے اس صورت میں جو رسول صفحہ کے زمانہ کی شاعری کے ساتھ ہی وہ ملینے بھی کھو گئے تھے صطرح اس

دور کے عرب چند الفاظ کو استعمال کرتے تھے۔ چونکہ قرآن اگلی اپنی زبان میں وقی کیا گیا تھا۔ چنانچہ کلیدی الفاظ اسی طرح قرآن میں مستعمل ہوئے تھے جس طرح اس دور کی شاعری میں پائے گئے تھے۔ اس وجہ سے اس کا کوئی موقع یعنی نہیں پائیا کہ سازشی لوگ ان الفاظ کو بدکفر یا غلط معنوں میں جویں تصورات کیلئے استعمال کریں۔— جو قرآن میں بار بار مستعمل ہوئے ہیں۔ عربی زبان اس معاشرت میں بھی خوش قسمت ہے کہ اسکو قرآن اُنیٰ ویسی کیلئے چاہیا تھا۔— چونکہ اسکے ہر لفظ کا ایک مادہ (عوماتِ حرف کا) ہوتا ہے۔ اور جب کسی کلیدی لفظ کا مادہ میں ہو جائے تو تمہارے متن سے اور سے اور ہر ہوجانا نامکن ہو جاتا ہے۔

اقبال کے اپنے پیسوت اوقات دوست نسبت مقایکن اگلی بہت بڑی خواہش تھی کہ قرآن کے کلیدی الفاظ اسی ایک لفظ تیار کی جے جس میں ان الفاظ کے ویسی حقیریے جائیں۔— جو اسلام و مسلمانوں کے مطابق اسکے نزول کے وقت کی عربی شعری میں مستحسن تھے۔ چنانچہ جب یہ کام کمل ہو کر اسکی لفظ تیار ہو جائیں تو امام بیٹیا شان نزول پر بحمد و مصلحت کے بغیر قرآن کے وسائلی معنی میں کئے جا سکیجیے جو رسول مسلم کے درمیان سیکھے جاتے تھے۔ اقبال کے خیال میں اس لفظ کی وجہ سے ہم میں وصالحیت یہی اوجاہی تھی کہ قرآن اور اسلام کے روایتی پیغام اور درود کو تبدیل کر کے مسلمانوں کی قسمت کو بدلنا جاسکیں گا۔ جس کا قرآن میں ودھہ کیا گیا ہے، اس سے مسلمانوں کے درمیان فتحی اور رحمتی خالہ عات کو بھی ختم کیا جاسکے گا جو باقی اسلامی ملہماج کی ہتاپ بیدا کے گئے ہیں۔

ڈاکٹر اقبال نے یہیکڑہ مسلم یونیورسٹی میں عربی زبان اور اسلامی تاریخ کے پروفسور علامہ مسیح احمدی سے رابطہ کیا کہ اس علمی کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ وہ رہنمہ ہونے والے تھے اور اسکے بعد دہلی میں جا کر پانڈرہ سکول نام پا چکے تھے۔ کچھ کوڑا کے بعد علامہ مسیح احمدی اس علمی منصوبہ کا اپنے ہاتھ میں لینے پر تیار ہو گئے۔ اقبال علامہ مسیح احمدی کو قرآن اُنیٰ لفظ تیار کرنے پر بہت خوش تھے۔ انکا خالہ تھا کہ اسلامی روایتی تعلیم یافتہ کوئی نہ بوان (جنریتی پسند اندودہ رکھتا ہو) اس منصوبہ کی تیاری کے بعد قرآن کے اصلی پیغام کو اے بجائے کیسے در کا ہو گا۔

باب نمبر ۳

جماعتِ احمدیہ سے علام اقبال کا اعتماد ایک عسرہ پہلے ہی امکنگیا تھا جب سے اس نے مسلمانوں میں تعمیم اور سامراج کی حیات شروع کی تھی۔ جبکہ عیکر یونیورسٹی کے طباء آنکوڈنیا دار اظہر آئے جو اسلام کے قرآنی ماذل کی تبلیغ کے حکم ترین کام کا ناجام دیئے کیلئے غیر مذدوں تھے۔ وہ اپنے دسال کی اور خشحال مسلمانوں میں نیاضی کے نقصان کے سبب کافی افسوس تھے۔ یہ انجک کہ ایک رشتناک روزگار کا افراد و مددار چورہی بیانات میں ادا کیلئے اگر بڑھے۔

یازارٹی نے اقبال کے خواب کے مطابق دارالاسلام کی تعمیر اور اسکے چلانے کیلئے تمام مالی دسال کے علاوہ چنانچہ بھوت میں (۱۰۰) اکتوبر میں کا قطضہ بھی پیش کیا۔ اقبال نے اس ادارہ کو چلانے کیلئے فوراً صدری چامد امیر برکو ایک عام اور پختگی فراہم کیلئے تھا۔ دہان سے مذقت نامہ مول کر کیجیے بعد مخصوص نے سید یحیا ندوی اور کے مدد اور لوگوں کی کامساک۔ اس ادارہ کے منصوبہ کی سربراہی کریں۔ لیکن مخصوص نے اپنی شخصی کی وجہ سے سربراہی سے انکار کیا بلکہ ادارہ کے اساتذہ میں شمولیت پر رضامندی ظاہر کر دی تھی۔ بعد ازاں مخصوص نے اور علام مسیح احمدی رئیس اقبال سے تھا اسکا ایک سرکاری افسر چورہی خدام احمد پور زیر کام بھجوئیں گے۔ لیکن جب پورے نے اپر رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے عمومی جذاب سے مشورہ کیا مخصوص نے اکو سلمی ایک کیلئے کوئی کوئی ہوئے ہی اور یہ ہوئے کام سے ملکہ بھی سے الکار کر دیا۔ پورے نے جواہید اپا اور کن کے ایک فلسفہ کو تجویز کیا جو اسکے پاس آیا تھا اور حسن نے چند مشہور سالوں میں اسلام کی بابت اثر اگیز متألف لکھے تھے۔

علام اقبال نے اس نہ جوان کو منصوبہ پر بات چیت کیلئے اپنے پاس آئکی دوست دی چنانچہ ۱۹۲۸ء میں اپنے خواب کی تبیر اور اس نہ جوان کی صلاحیت کا اندازہ لگانے کیلئے جاوے مزون میں اس سے دو لاتینی کی میں۔ لیکن اقبال اس سے بالکل متأثر نہیں ہوئے تھے۔— مخصوص نے اندازہ لگایا تھا کہ داڑھی مسناڈی فلسفہ رجعت پسند۔ مسیحی مذہبی تعلیم سے ناہل اور انتہائی تحریر سے محروم ہے۔ بعد میں اس منصوبے پر بات کی ہوئی کہ یہ فلسفہ ایسا ملا ہے جو ارشادی مسجد کی خطابت کیلئے زیادہ مذدوں ہے۔ پھر بھی یازارٹی اور دوسرے لوگوں کی رائے غالب آئی کہ یہ منصوبہ میں پہلے ہی کافی تاخیر ہو چکی تھی اور اساتذہ کے تین کی نویں ضرورت تھی۔ اقبال کی رضامندی کے بغیری ایک رکی اعلان کر دیا گیا۔— جس کے بعد ایوالی مودودی بھی وہ تھے گے۔—

مودودی نے دارالاسلام کیسے نصاب کا قیصی اور ترجیب کیا تھا کہ مجذوب کی اشاعت اور بروجش استاد کے حیثیت سے ستارہ کن اپندازی تھی۔ مودودی کے ذمہ یہ کام کیا گیا تھا کہ اسلام پر ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور تحقیقی مرکز قائم کرنے جس میں قابل علماء کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو اسلام پر اعلیٰ ترین ادب تیار کر سکے۔ مودودی نے اسکی بجائے اس ادارہ کو ہندوستان میں اسلامی انجام کا سیاسی اعصابی مرکز بنایا جہاں پر مثالی مذہبی مجمع ایسے لیئر فریڈم کرے جو ایک مذہبی تحریک کی بنیاد پر ایسیں۔ انہوں نے اس وقت کے تباہ مسلمان علماء کو اپنے پاس آئے اور انہر کا کام کرنے کی دعوت دی۔ اس وقت کے بڑے علماء میں ندوی۔ اسلامی۔ فراہمی۔ اسدوار پرکھ اور لوگ اسکے ساتھ ہو گئے۔ جماعت اور کین (مبر) شوری (مشاورتی پرور) اور ایک صدر پر مشتمل تھی۔

اسی اٹائیں شدید پیاری کے باعث علامہ اقبال ہو گیا۔ گودودی اس وقت لاہور یونیورسٹی تھے لیکن اقبال کے جزاہ میں ہر کس کا وقت نہ تھا کہ۔ جلد ہی یا روز میں اس تھاں پر یہ بات صاف ہو گئی کہ مودودی علمی معاملات کی بجائے سیاسی معاملات میں زیادہ وچھی رکھتے ہیں اور مجملی جانا اور مسلم ایک ناقہ ہیں۔ مودودی نے جلد ہی مسلم ایک ناقہ پر توں اور برائے نام مسلمانوں کی جماعت ترقیارڈیا جو ایک سچے ملک پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں اسکے اعلان سے راستے چدگانہ ہو گئے اور وہ ساتھ میں زیادہ جماعت کے ساتھ لہوڑھل میں مدد و تسلیم ایک ناقہ ہو گئے اور ۱۹۳۷ء میں انہوں نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ پاکستان پر مودودی کے تقدیر میں مسلم ایک کی لے ۱۹۳۸ء میں چالی ہوئی تحریک پاکستان کے زور کو ترک کے اور ایک آزاد مسلم یا سماں کا قیام گئی۔

مودودی نے پاکستان میں رہنا پسند کیا اور پہلے ہی دن سے اسکا اسلامیہ چائے کا انہائی شروع کیا۔ اسکے اسلامی تصور یا جنرلزم کو کافی لوگوں کی طرف سے پذیرائی گئی تھی۔ جسکی تفصیل کیلئے ایک علمی و مقالہ کی ضرورت ہے۔ پھر بھی مودودی اپنی پوری زندگی میں اقبال اور مجملی جانا کی بابت شمارتے رہے۔ (۱) ۱۹۲۵ء کے دلی عورہ میں سوچی گئے کے

(۱) اپنی کسی تحریک میں کسی بھی اقبال کا کوئی شرعاً تباہ کیا گی تھا جو کسی ایک سماجی اور کثر اسلام کا دلیر و رہتا درست ہی انہوں نے اپنی تحریک میں کسی تھا کہ مجملی جانا کو قیام پاکستان کا کریت دیا تھا۔ ان سے بہرچاں اخراج کے طلاق افسوس یا خاری تھے۔ جنہوں نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ ہماری خالقت کے باد جو وہم نے پاکستان کے قیام کے لئے دو دلی تھا۔ اور اب ہم کو اسی سمجھی خاتمت کی طرح سے اسکی خاتمت کرنی ہا ہے۔ ترجم

جلد کے بعد اس تحریک کے ہر اول کے ساتھیوں نے ان سے علمی گئی انتیار کر لی تھی۔ جن میں امین اصلحی۔ ڈاکٹر اسرار احمد اور ارشاد الحقیقی شامل تھے۔ چونکہ لوگ جا چہتے تھے کہ وہ اپنی پوری توجہ انسانوں پر جو اسلامی اتفاق کے بیانوں کا کام کریں۔ جو مودودی کے خواب کے خلاف تھا۔ لیکن کہ کیا کہ خیال میں حکمرانی حاصل کرنے کے بعد اسلام کی پیغمبری طرف آتی چاہیے تھا۔ انہوں نے نہیں کی تھیں مسلاحت۔ یہ مگر کیا ہانیت۔ اور جمال الدین الحقیقی کی پاک اسلام ازم کا ملحوظ بنا کر اسکو اپنی سیاست کا نتیجہ بنالیا تھا۔ جو اخوان اسلامیں اور لو جانوں کی تھیں اسلامی صحیح طلباء کے لئے بہت باعث کشش تھا۔ وہ مجاہدین جو افغانستان میں مویت افواج سے لے اے تھے اور القاعدہ میں شامل لوگ ان سے متاثر تھے۔ آجکل ان کی قائم کر کر دھماعت اسلامی دگرگول حالت میں ہے اور ان کا مخفف گردہ جاوید احمد خاندی کی سر کر کر گئی میں آگے بڑھ رہا ہے۔

محمد اسد (لیوپولڈویں) نے کسی بھی مودودی کی جماعت نہیں کی کیونکہ ہندوستان میں ایک الگ ریاست قیام کے حاوی تھے۔ آزاد پاکستان کے قیام کے بعد انکو بیان کی شہرت دی دی گئی اور وہ پاکستان کے پہلے پاپورٹر رکھنے والے میں کے تھے۔ (قائدِ اعظم) مجملی جانا نے انکو ہماری میں پہلا ذریعہ آف اسلام کی نئی نئی کوشش کے قیام کے لئے کہا تا کہ مسلم اسکے اسلامی خطوط پر اپنی زندگی استوار کرنے نے مدی گئی جا سکے۔ اس ادارہ کو پاکستان کے پہلے آئین کا ذرا فتح تیار کرنے کی ذمہ داری بھی دی گئی تھی۔ اس ادارے (ڈی۔ آئی۔ آر) میں انکا یہاں کام کیا جو اسلامیہ قرارداد مذہبی (Objective Resolution) میں خاہر ہوا۔ تا کہ اعظم مجملی جانا کے اتفاق کے ذریعہ سفر ترقیاتیہ نہیں۔

محمد اسد کا وزارت خارجہ میں چادر کرایا۔ اسکے بعد محمد اسد نے کچھ مشتبہ حالات میں پاکستان کو خیر پا کر تھا اور اسے نے محمد اسکا وزارت خارجہ میں چادر کرایا۔ اسکے بعد محمد اسد نے کچھ مشتبہ حالات میں پاکستان کو خیر پا کر تھا اور اسے بعد ذریعہ آف اسلام کی نئی نئی کوشش کو تمثیل کر دیا گیا تھا۔ اور وہاں پر کیسے ہوئے کام کا بڑا حصر ۱۹۴۸ء میں قائم اعظم کی دفاتر کے ایک مابعدی ایک مشتبہ آگ لگنے سے صاف ہو گیا تھا۔

علام اقبال کا معرفت یہ تھا کہ اسلام کے موجودہ مذہبی رہنماؤں اسلام کا تھا دیں۔ چنانچہ مولانا ابوالعلی مودودی (مودودہ ٹھل سرائی ٹھنگ) جسیں احمدی نامی (مودودہ ٹھل مولانا فضل الرحمن) شیخ احمد عدیل (مودودہ ٹھل تیڈی عدیل) یا خادم حسین رضوی، وغیرہ اسلام کی بد خواہی کی تھنگ اٹھائی تھیں۔ جنکو اسلام کی صرف دو ایک اقبال قابل تبول تھیں۔ ایک یہ حکمرانی اسکے باختم میں ہو (پاپیت) دوسری یہ کہ مسلمانوں کے ذات قوانین (personal laws) شادی۔ درافت۔

روہت ہال اور طلاق وغیرہ کوہ کنٹرول کریں۔ اقبال (اور جناح) کا خواہ مختلف قاتکونکے دھچا ہے جسے حکم کے
چھ ہوئے نمائندے حکمرانی اور قرآن مجید کی روشنی میں قانون سازی کریں جس مذہبی اتفاقوں کے حقوق اور مفاد
حکومت ہوں۔ جو مذہبی ریاست کے ماذل کی مطابقت میں ہوگا۔ خوش قسمی سے جناح اور اقبال ماذل کے خلاف
بیک جسٹ مگر لکھن بقصتی سے ہارنے والے بشری سے یہاں بہو شجاع کے تھے اور جب عیسیٰ سے پاکستان کو بیغان
بنائے ہوئے ہیں۔

حسین احمد فی۔ اب الکلام آزاد۔ مودودی اور اگری ذریت کے اسلام کا نظریہ کچھ معمولی سے فرق کے ساتھ ایک ہی قما
اور اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں تھی کیونکہ اسی تعلیم و ولایتی مدرس میں ہونکے علاوہ پورش بھی اسی محل میں
ہوتی تھی۔ جبکہ مودودی نے مدرس میں دریافتی تعلیم اسلام بھیں کی تھی۔ کچھ اسلئے اور درس رے اپنی سرپرزاحمد خاں سے
رسختواری اور اسکے زیلی اثرات (اور اپنی بیکم کے قتل) کے سبب ان لوگوں میں سب سے رہن خیال مودودی عیا تھے
جیسا کہ میں پہلے تاچکا ہوں کہ یقانتام بھی اسلام پر عمل کرنے والے تھے۔ کیونکہ سب مددیوں پر اپنے تعلیمی نصاب
درستھانی میں تبلیغ یا اخراج تھے جو کوئی موصی صدی میں نظام الدین سہالوی نے اپنے ٹیڈیں رہا امام فرازی اور الحنفی
کے نصاب کی بنیاد پر ترتیب دیا تھا۔ اور اگرچہ اس تعلیمی نصاب میں زائد احادیث مدنظر اور فلسفہ کے ساتھ احادیث وغیرہ
تو شال ہیں لکھن قرآن مجید کی صرف چند سورتیں (دوہی احادیث کی روشنی میں) ہی پڑھائی جاتی ہیں۔ اس میں کوئی
تعجب کی بات نہیں کہ ان کے پیش و علماء ماننگی ایجادوں کو حرام ہرگز کر جنم میں چھانپنازگی شال تھا۔ مسلمانوں کو
مددیوں بکپ ہاندروں بھی میں کامیاب رہے تھے۔

جبکہ علام اقبال اسلام کے نظریہ کیلئے براہ راست قرآن سے علم حاصل کرتے تھے۔ اور کچھ بیکات سرپرزاحمد خاں کی
بادت ہوئی کی جا سکتی تھی جو جمیں موسوی میں پاکستان کے محارثے۔ تھا اسکی کی ۱۹۴۵ء میں جنگ آزادی کی ناکامی
کے بعد سرپرزا نہ صرف مسلمانوں کو انگریزوں کے غلبے سے بچایا تھا۔ بلکہ شاہی سرپرزا میں پڑھواليہ میں
مشنی سرگرمیوں اور مستشرقوں کے حملوں کے خلاف اسلام کا دفاع بھی کیا تھا۔ انصوں نے قرآن مجید کی ایک تفسیری
لکھی تھی (جنہاں کل رہی تھی) اور اس بات کا مظاہرہ کیا تھا کہ موجودہ قرآن کی تفسیریں اور ترجمے تصور پر ہیں۔ جنکا
قرآن کے محتوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ ابی داؤد کی تکالیف المصالح کے بعد غالباً سرپرزا پہلے عالم تھے۔ جنکو

نے یہ بتایا تھا کہ شاہ ولی اللہ کی تفسیر سیستہ تمام دریافتی تفسیروں میں کسر جو حقائق اور جوابات سے قطع نظر کرتے
ہوئے قرآن کے محتوں کو توڑہ مدد کر جیسی کیا گیا ہے۔ اپنی بخش نبی۔ قرآنی متن کی تفسیر نو، اور بحکمہ کی صلاحیت کی
وجہ سے ان کی اعتماد کا موافزا کر شہیسائی دنیا کیلئے سب سے تھوک اکینہاں کی خدمات سے کیا جاتا ہے۔
اقبال اور جناح علیگذر یونیورسٹی کے بہت دلدادہ تھے۔ اقبال وہاں کے کئی اساتذہ سے بہترین تعلقات رکھتے تھے
جن میں علامہ اسلم چراجنڈوری شامل تھے۔ جو قبول از وفات ریاضہ تھیں لیے کے بعد ہمارا مذہبی دلی میں عربی اور اسلام
ہسٹری کے پروفسر مقرر ہو گئے تھے۔ اقبال کی درخواست پر انھوں نے قرآنی الفاظ کی ایک مبتدا فتح ترتیب دیئے ہے
رضامندی ظاہر کی تھی جو قرآنی مذہل کے وقت کی عربی بدان کے علاوہ ارشادی کے علاوہ پروردہ عربی الفاظ کی
مطابقت میں بھی ہو۔ اقبال کے زیر ترتیب چورہ ہری خلام احمد پوری نے ۱۹۳۶ء میں مولانا مودودی کی میہمت میں
دلی میں اپنی ملازمت شروع کی تھی۔ وہ چند قرآنی تصورات پر تاملہ خیال کرنے اور عربی ادب کے چند پلاؤں پر
رہنمائی کیلئے چراجنڈوری کے پاس کے تھے۔ دونوں کی بیکان دلکشی (قرآن۔ عربی ادب۔ اقبال اور سرپرزا) کی وجہ
سے دونوں رومانی ساتھی ہنگئے تھے۔ اور شاید کوئی ایک دن بھی اپنی بھائی گرجانڈوری کا دلوں و دلی میں موجود ہوں اور اگری
آپس میں کوئی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ چراجنڈوری کو ۲۷ سال پر دویں کی قرآن اور عربی زبان اور ادب میں دلچسپ اور علی چھوٹ
نے بہت ممتاز کیا۔ اور جلد ہی انھوں نے طلباء وہبیان علماء کے قرآنی موضوعات پر استشارات پر دویں کی طرف بھیجے
شروع کر دیے تھے۔

چراجنڈوری اور پر دویں کا ہمی تعلق ۱۹۴۲ء میں پر دویں کے کارچی منتقل ہونے تک جاری رہا تھا۔ اور اس حصہ میں دونوں کا
مکر اقبال سے ملے لاہور چانا بھی شامل تھا۔ اسی دوران ۱۹۴۵ء میں چھ ماہ تک پر دویں چراجنڈوری کے ساتھ حاصل کر گئی رہے
تھے تاکہ عربی ادب کے ناڑی تصورات کی ملکی بہت اپنی مہارت میں اضافہ کر سکیں۔ اسی عرصہ کے دوران دونوں
تھی نے آزادی سے محسوس کیا کہ قرآنی اخوت کی تیاری کا وقت طلب کام چراجنڈوری کی عرب اور انجامی صرف دویں کے سب
شاید اسکے بس سے زیادہ تھا۔ اسٹنے پر دویں نے اپنی دلگی ملازمت کی تھا جیسے متن کی اپنے ذمہ ملے تھا۔ اسکے علاوہ وہ
محضی جاتا کے پاکستان کیلئے بھی ایک سے کام کر رہے تھے۔ اس کام میں انکو شفعت اور پاکستان خالق ماذل کے
جزا ب دینے کیلئے پر لیں میں ایک قائم کا مسے لکھا پڑتا تھا کیونکہ وہ ایک سرکاری ملازم تھے۔ پہنچنی کام پہنچنے کے بعد

مورخین کیلئے اب ایک خواہ کا ہم نہ ہون بن چاہے۔ سفر جات اگوائی اہمیت دینے تھے کہ پرہیزان دو شوہر میں سے ایک تھے جو ان سے بغیر بھلی وقت لے کر کی ملاقات کر سکتے تھے۔

علامہ پوریزیرے تن تھا ۱۹۸۵ء میں اپنی آخری سافس تک قرآن اور پاکستان سے تعلق اپنے مشن پر کام کیا۔ ۱۹۸۶ء میں پوریزیری معارف القرآن کی پہلی جلدی کی طباعت کے بعد جریان پریزیری سب سے زیادہ خوش تھے۔۔۔ ۱۹۸۷ء میں انگلی لغات القرآن، الحجج ہوئی تھی۔ اور اسکے مطابق ۱۹۸۷ء میں قرآن کے معنی (مہمود القرآن، الحجج ہوئی تھی) (جو ہمیں تکمیلیں علامہ اقبال کی خواہ کے مطابق تھیں) تھرجم پوریزیری پرندگی قرآن اور پاکستان کیلئے تو ارسٹ کہر ایک کے مد مقابل آتے رہے جن میں اسکے سابق دوست مودودی کی شامل تھے حالانکہ اس میں زیادہ تر انگلی زندگی۔ محنت اور جاندار کیلئے شدید خطرات پچھے ہوئے تھے۔۔۔

مسلمانوں کے موجودہ مذہبی مقام کا زیادہ تر انحصار صدیوں سے چند اماں کی ابتدائی مسلم ہارثی کی بات دیکھی اگلی توجیہات پر ہے۔ ان میں سے چند اماں اماں میں جیسے فراہی اسیں تیزی پر یک ملک مودودی اور غیری سے اپنی موجودگی انکے اندر رہتے ہوئے اسکی نہیں ہکل تجدیل کر سکیں ناکام کو شکش کی تھی۔ البتا اسکے متوسط راستہ اپنائے کی وجہ سے اسکی زندگی میں (بلکہ کسی حد تک بعد میں بھی) بہت تحریف تو صیف کی تھی۔ البتہ موالیا یہ ہے کہ یا یعنی حسن اتفاق ہے کہ اسکی حد سے زیادہ محنت اور کوشش کے باوجود وہی مسلمانوں کا علمی علی۔ اخلاقی۔ سماجی اور مالی لحاظ سے آئندگی سے اختمال کی طرف ہی گامز نہ ہے؟

اب یہ بات پاپیو شوت کو بیوچ بھی ہے کہ مختلف اوقات میں مسلم تہذیب کے زوال کا اسکی نہیں احتکار کے ساتھ ہا ہی تاب سب سے اقوام کا عورج وزوال دراصل اسکے نظر یہی مخصوصی اور گمراہی کی مطابقت سے ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جب قرآن کے سادہ اور عقل سے مطابق بیان پر تقدیم کے ساتھ میں بھی کیا تھا جب عملت حاصل کی تھی۔ میں نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ کسر طرح مسلمان اپنے ذہنوں کی تیار کردہ سازشوں کے سبب قرآن سے دور چلے گئے میں اس میں زیادہ غلط تو انکی احتمالہ بہاری کا تھا کہ وہ انگلی تحلیل کرتے رہے جو خود کو بچتے۔ اسکے باوجود کہ چند مرفرش دانشوروں نے اپنے سماجی مرتبہ اور زندگی کی قربانی دیکھ تباہل بیانیہ میں کیا تھا۔

ہم اپنے مغلی نثار سے رائزوں میں چکر لانا کرائیں غلطیاں دیرا کر پڑتے تھے کہ تین گونج مختلف ہو سکتے ہیں۔ جن

اشخاص نے درجہ بیہ میں اس زوال کو دیکھ کی کوشش کی ان میں مصر کے محمد عبدہ (۱۸۳۹-۱۹۰۵ء) اس سے بلند ہیں دو چھ ماہ اور یونیورسٹی میں جمال الدین الفاظی کے شاگرد ہے تھے۔ انھوں نے جدید علوم کو دیبات سے طاکر اس بات کی دکالت کی تھی کہ مصر کے معاشرہ کے تمام پہلوؤں میں تعلیم کے ذریعہ سے اصلاحات نافذی جائیں۔ اپنے نظریات کے باعث انھوں نے جلاوطنی کے بعد مغرب میں رہائش اختیار کری تھی۔ بعد میں وہ مصر اپنے آئندے بعد جن مقروک روایے گئے تھے۔ اسی دوران انھوں نے یہا تھا: میں مغرب میں گیا تو میں نے وہاں اسلام تو کیا جائیں مسلیمان تھیں تھے۔ اور جب میں مشرق میں واپس آیا تو مسلم تو کیے تھیں اسلام نہیں دیکھا۔ انھوں نے بہت سے اجتہادی ایجاد کے تھے۔ مثلاً انھوں نے غیر مسلموں (یوسائیوں) کا کام ہوا گشت حلال قرار دیا تھا اور اسی طریقہ میں کسے سودو کی چائز کیا تھا۔ انگلی ۱۸۹۶ء میں منظی ماعظم مقروک روایاتی تھیں۔ انھوں نے اس بات کی دکالت کی تھی کہ قرآن دلیل کے مفسری کی تفسیروں پر اعتماد کئے بغیر مسلمانوں کو دلائی کی خیاری پر قرآن کی تئی تحریر کرنی چاہیے۔ انھوں نے مذہب اہم آنکھی کی حوصلہ افزائی کی اور خدا عن کے برادری کے حقوق کو فرمایا۔ ویادہ کثرت از وان کے بھی خلاف تھے۔ اگلی وفات کے بعد مقروک روایات اسکے خلفی اعظم نے اسکی ہوئی تمام اصلاحات کا ختم کر دیا تھا۔

مسلمانوں کی اگلی بہر میں میں نوش (۱۹۰۵-۱۹۱۹ء) (Husain Nasution) اس بھرے تھے جنکا تعلق اٹھنے والا مصلحین کی اگلی بہر میں میں نوش (۱۹۰۵-۱۹۱۹ء) (Husain Nasution) اس بھرے تھے جنکا تعلق اٹھنے والا تھا۔ اسکے اپنے ملک سے باہر رہنے پر کہ مسراور کینیڈ ایم۔ روایتی اور جدید تعلیم حاصل کی تھی۔ انھوں نے مکمل یونیورسٹی سے جو عجہ پر تحقیق کر کے دیبات میں پانچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ وہ ان میں سے پہلے تھے جو انھوں نے یہا کہ کسی مسلم دنیا کی سائنسی اور معاشری زوال کا باعث اشہری طرز کو اپنا تھا جو ہمارے لئے انجامی بنا کن ہوا۔ وہ اپنے ملک سے باہر کم جانے جاتے ہیں لیکن انھوں نے اپنے سماجی اساتذہ کو بہت متاثر کیا۔ جن میں خاص طور پر نور پچال مادج (Nurcholish Madjid) (Shail تھے۔ اسکے علاوہ انھوں نے محمد ارکون (Mohammed Arkoun) اور ایوب یہ کے علاوہ دوسرے بہت سے عقلى پرستوں کو بھی متاثر کیا۔

صرحاء الدیزیہ (۱۹۳۳ء-۲۰۱ء) ایک اور مصری عالم تھے۔ انھوں نے روایتی اور جدید تعلیم حاصل کی تھی جو کا اختتام تاہرہ یونیورسٹی سے پانچ ڈی کرنے پر ہوا تھا۔ زیاد اس بات کی دکالت کرتے تھے کہ قرآن کی تحریر کرنے اور بحث کیلئے ساتویں صدی کی عربی زبان اور معاشرہ کے پس مختار کردہ نظر کھانا ضروری ہے۔ وہ مذہب کو حکومی کیلئے استعمال

کرنے کے خلاف تھے۔ ۱۹۹۵ء میں ایک صدر کی شرعی عدالت نے اس وجہ سے مرد قرار دیا ہے تو کسی خون نے صدری معاشرہ میں جوں لوٹپیں اور جزیری کی بابت جاری تھا تم پر موالات اٹھائے تھے۔ ایک جوں نے صدری معاشرہ اور ایک شادی کو میں تحلیل کر دیا گیا تھا جسکے سبب وہ ملک سے بھاگ گئے تھے۔ جوں نے اپنی بجودت مدنظر میں تصنیف کرنے اور تعلیم دینے کی صرف ویسیت میں گزار دی تھی۔ وہ اپنی وفات سے پہلے نے موٹی سے صدری معاشرہ کے مقام پر رفتائے گئے تھے۔

ہمارے اپنے فضل الرحمن لک (۱۹۸۸-۱۹۸۹) میں ایک بہت نامور اور جید عالم تھے جو ہزارہ میں بیہ اہوئے تھے اور انہوں نے ہنگاب پر بخوبی اور آکسفورڈ پر بخوبی تھے تھے تھے۔ تھیں میں تعلیم حاصل کی تھی اور کہیئے اور بر طائفی میں تعلیم دیتے تھے۔ جن سے صدر پاکستان ایوب خان نے درخواست کی تھی کہ پاکستان اک سینیٹر ایٹمیں تعلیمیں آف اسلاک ریسرچ کی سربراہی کرتے ہوئے اس سلسلہ میں تو میں مدد کریں کہ لوگ اسلام کو زندگی کے ذمہ دار کے معلمات میں نافذ کر سکیں۔ جب صدر ایوب خان کے اقتدار میں کیا ہوتا تھا تو لاڑکانے نے اگر تو جیات پر تازیات کھڑے کر دیے۔ اور ان پر مرتد ہوئے کا الزام کا کراچی موت کے طلبگار ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں پاکستان کو خبر پا دی کہ اپنی بھائی زندگی امریک میں تعلیم دیتے ہیں گزاری۔ اسی دوران انہوں نے کمیٰ ستائیں بھی تصنیف کی تھیں۔ انہوں نے کہا تھا: اسلام کی احیا کیلئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی روایاتی (سایت) فکری، آزادی کو اپنی لیکر آ کریں۔ انہوں نے سلم زندگی رہنماؤں پر کھڑے چینی کی تھی کہ وہ قرآن کی روشنی میں دنیا کا ایسا مظہر نامہ تھیں کرنے میں ناکام رہے جنکے لئے دائی تشریع کی ضرورت نہ رہے۔ انہوں نے رہا کی بابت نام ماں کے اس نویں کا حوالہ دیا تھا کہ اسکو صحیح کیلئے قبول اسلام کے عربوں کے رقوم کے لیئے دینے کے دراثن کا ہائکہ لیا جانا چاہیے۔ اور ہم صدی یوگوں سے ہائی مالکت ہیں کر سکتے۔

میں آخری اپنے دوست جاوید غامدی کا دو کرستا چاہوں کا۔ اس بابت سے وہ بھی اتفاق کر گئے کہ علیت (اعتزال) کے استعمال کرنے کے باوجود بھی وہ عقل پرست (معترض) نہیں۔ انکا ماشی جماعت اسلامی میں گزار اور ایک تربیت امین احسن اسلامی نے کی۔ انہوں نے آخری ۳۰ سال میں سچے راست (قرآن) کی طرف سفر شروع کیا تھیں اور رہت ہست ہے وہ بھی وہی تو ازن رکھنا چاہیے ہے۔ جنکی کوشش شاہ ولی اللہ اور سود و وی نے بھی کی تھی جو در اسلام انسانی نکل کر کام اشتری دینیات کو تطبیق دینا تھا لیکن یہ کام اشتری دینیات پر لگ کر جدید کی پیوند کاری کے طلاوہ کو بھی نہیں ہے۔

باب نمبر ۷

رایت بریف ایک (۱۸۷۸-۱۹۷۸) نے اپنی کتاب (Making of Humanity) ('انسانیت کی تیاری' میں) علمی بنیاد پر انسانی تہذیب کی حرکت کی بابت اتفاق ہدایت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "وہ خیال جنکی بنیاد پر انتساب فرانسیس ایسا اور جنکی رہنمائی میں امریکی آئینہ نہ کارا اعلان (انسانی حقوق) (Declaration of Rights) کیا گیا تھا اس کی سب سے لامی امر کی تکلیف میں آزادی کی جدوجہد میں کی اضافہ ہو اتھا۔ وہ کس طرح بھی مغرب کی ایجاد نہیں تھا بلکہ اس کا اصلی شیع قرآن پاک میں تھا۔"

کہونکہ قرآن کا بیان یہ ہے کہ انسانیت آپس کے بھائی چارہ سے شروع ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ انسانوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا (۱۹-۱۰۔ قرآن)۔ جسکے بعد وہ تیس کے بعد تو اُس قبیلوں تو اُس اور علفت مذاہب میں تہذیل گئے۔ پھر عقول اداروں میں اللہ نے اپنے شیخوں کو زندگی گزارنے کے طالبوں کے ساتھ بھجا تھا کہ انسانوں کے اختلافات ختم کر کے دوبارہ انکو ایک بار اور دوباری بھاوسیں (۲۳-۲۱۔ قرآن)۔ موجودہ ایک دن سلمانوارث کے یادی ہے اسکے پس پہ میرا اعتراض ہے کہ اسکی وجہ سے مسلمان برادر راست قرآن کی خلافت میں آگے چیز۔ اسکو بھائی کیلئے مجھے ایک مثال پیش کر گئی اچانت دیں!

قرآن کی بہانتوں میں سب سے اہم انسانی برادری کا اتحاد ہے۔ چنانچہ اعلان کرتا ہے: "اللہ کریم کو مصطفیٰ سے بڑا لواد تعمیم ہو کر کروں میں نہ بہت جاؤ" (۱۰-۳-۲)۔ قرآن ہر دو میں کامیاب زندگی گزارنے کا ایک ضابطہ ہے جو بہت قائم رہے والا (۲۵۱-۲)۔ (تعمیلہ ۲-۱۱) (۱۰-۲-۲)۔ اور مکمل ہے (۱-۱۰-۱۱)۔ اس آہت میں جو کاسیش اس بات کی غاذی کرتا ہے کہ زہب کا مقدمہ خدا اور بندہ کے دریاں ان فرد اور مشق قائم کر دیں؛ بلکہ انسانی برادری کا حصہ بنتی کی بات ہے۔ اور تعمیم ہو جاؤ۔ ایک رہائی حکم ہے؛ جس میں کسی انتقام کے احتیاک کا جو نہیں ہے۔ مزید برآں دوسری جھبوں پر اسکی تصریح بھی کر دی گئی کہ یہ پیتاً کوئی یا نہیں ہے (۱۳-۲۲)۔ بلکہ اس سے پہلے ہی کی پیغام تباہ جو تمہل درسرے تعمیریں: ایسا کیمیہ مکونی اور سعی کوئی دیا گیا تھا۔

قرآن خداۓ واحد کی طرف سے وہی لایا گیا ہے اور ایک دین (زندگی کے راست) کا اعلان کرتا ہے۔ جبکہ اسکا اباع کرنے والے آپس کے حد اور حد سے بیرونی اُنکے باعث مذاہب (فتوؤں) میں تیسیں ہو کر ایک درسرے کا

مقابلہ کرتے ہیں۔ (۱۲۸-۱۲۹) اگر صحت نہ ملے اور جذبہ نہیں پہنچنے کے لئے دعویٰ کرنے سے بے م效 ہے۔ مگر
بنا پر وہ حقیقت کی حمایت یا مخالفت کرتے ہیں اجنب اسلامی قوت سوت بہت سے مذاہب، بخیجے، رعنے یہ
رویٰ کیا کہ وہ سب انجمنیں اور تقبیبات فتح کرے تمام افراد اور یکہ برادری (امت) میں جمل دیجے۔ وہ سب سیاست کے
حوالوں کیلئے اکو انتساب کا حق بھی ہوگا؛ وہ نہ اللہ کیلئے تو یہ عین نہ کہ وہ انسانوں کی بھی جو نوروں کے گھنمن مرن تحقیق
کردیتا جو اپنی جلسات کے طبقہ عمل کرتے ہیں۔

انسانی برادری میں تقبیبات بیدار کرنا انسانیت کے خلاف انجائی ہیں جرم ہے۔ جب مومن کو کھو دیں کہ وہ باروں کو گران
ہنا کر جائیکے بحدا اپنی آئے تو انہوں نے اسراکیلوں کو ایک مینڈھ میں کی پرش کرتے ہوئے پالا۔ اس بات پر وہ باروں
پر بہت ناراض ہوئے کہ انہوں نے اسکے کی جانبے چاری رہنے دیا تھا۔ جس پر باروں نے ٹھیک کر دیا اور کھو دی کہ تو انکی
برادری کے کئی گلدوں میں بٹ جانے کا احتال تھا۔ (اے انہوں نے اس میں مداخلت نہیں کی تھی)۔ جس پر انہوں نے
اکو حکم کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ نہیں اور باروں کے (۱۲۹-۱۳۰) بعد انہوں نے خود کو تھیم ہو کر گلدوں اور فرقوں
میں بانٹ لیا۔ (۱۲۸-۱۲۹)

قرآن نے تقبیبات بیدار کرنے اور انکو ہوادینے والوں کے لئے بار بار جاہی کی پیشگوئی کی ہے۔ جسکے مقابلہ وہ مضابطی
بیرونی کرنے والوں کیلئے پیغام کی انعام کی دی جاتا ہے (۱۳۰-۱۳۱)۔ اور مسلمانوں کی احتمام پرستی سے درست کا ہے۔ جس
پر محبت بھی ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان ہو کر کام کیے کر کے کہا ہے؟ جسکی وجہ سے کوئی فرقہ تھیم
ہو جانا بھی احتمام پرستی کے رہا ہے۔ اس نے محمد رسول اللہ کان قائم لوگوں سے دوسرے نے کی تحقیق کی جو فرقے تھیں
کرتے ہیں (۱۳۰-۱۳۱) اسی لئے اس میں کوئی تجسب کی بات نہیں کہ انہوں نے سچہ سڑا کر دیا تھا جسے چند مسلمانوں
نے تھی کہ کریمی کی تھا کہاں سے چند مقامی (توسل) کو گوں کو ہوت ہو گی۔ قرآن نے اس سمجھ کی تحریر کیا شد اور
اسے رسول کے خلاف ایک پڑھی سازش قرار دی کہ اسکے کرنے کے بعد آئے نتھیں کے لئے دوزخ کی خوبی تھی۔

چند مسلمانوں کو دو شخص بہاءت دی گئی ہے کہ وہ قرآن کی بیرونی کریں اور تمدن ہیں (منف گروپ اور علیحدہ مساجد تحریر
کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی ہے) اس صورت میں آپ سوال کر سکتے ہیں کہ ہم میں اسلامی فرقے، گروہ اور منف
تقبیبات بھر کیوں ہیں؟ اسکا سادہ سارہ جواب تو یہ ہے۔ کہ اسکی وجہا احادیث اور ابتدائی مسلم تاریخ ہے۔

اس کام کی ابتداء حادیث سے کی جاتی ہے: ”میری امت میں اختلاف فائدہ مند (رجحت) ہے۔ کہ کوئی شخص اس بات
پر اعزاز پڑھ کر سکتا ہے کہ اسی غیر مطلق اور خلاف قرآن بات محمد رسول اللہ کی طرف کس طرح سے منسوب کی جا سکتی ہے؟
لیکن اس طرح کے سوال کرنے سے آپ اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال سکتے ہیں! ایک نکل فتح فرقوں کے رہنماؤں کو مرتدا
قرار دیتے ہیں۔ جس کے بعد وہ اپنے آپوں کے خلاف کے اختلافات اور مختلف تقبیبات کے باوجود کوئی سب تحدیوں کا پہنچے
اعلان کا فیکر کرے گے۔ اسکے باوجود وہ اس بات کا کوئی کلی ملٹی جماعت دے سکتے کہ وہ احمدیوں سے کوئی فخر
کرتے ہیں جنہوں نے اپنے بقول صرف ایک نیافرقة ہی تو بتایا ہے؟ اسکے اپنے عقائد کے مطابق اکتوبر احمدیوں کو اس
ہات پر بمارک باد دینی پڑھیے کہ انہیں اعلیٰ مسلم برادر کے لئے بڑا افسوس ہو گا۔
اوپر درج شدہ حدیث نے اسلام میں فرقہ بنی کاہر بخیجی دفعہ کا ہے۔ لیکن اس میں بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ فرقہ اس
کامدی ہے کہ وہی اصلی حق اور حجا اسلام ہے۔ جبکہ حل یہاں کیا کہ ایک اور حدیث ایجاد کریں گی: ”میری امت میں
تہذیر (۱۳۱) فرقہ تو تھے لیکن ان میں سے صرف ایک حق پر ہوا۔“ اس حدیث نے وہ دشواری بھی ختم کر دی
اور گذشتہ ایک ہزار سال سے زیادہ عمر میں ہر فرقہ کو اسکا لائن سسٹم ہی رکھ دیا ہے اور وہ رے فرقوں کو جعلی قدر دیا
رہے۔ انکو اسی بھی کوئی پر ڈاونیں کہاں حدیث کی وجہ سے مسلمانوں میں مستقل طور پر تازیعات پیدا کر
نہ فرم ہونے والے تازیعات کے سبب سے ان میں زیادی ترقی کا ہمیشہ فعدان ہی رہا ہے۔ (اگر انکو اپنی میلزمانے
سے فرمتے ہوں اس طرف تجھہوں۔ مترجم)

میں نے گذشتہ اور اس میں واضح طور پر بتایا ہے کہ کس طرح احادیث نے مسلمانوں میں مستقل طور پر تازیعات پیدا کر
کے اسی بہادر اس قدر آن سے مخالفت کی بینیار کر دی ہے۔ اس کی مزید وضاحت کیلئے میں ابتدائی مسلم تاریخ کا مرید
چائزہ پیش کی ضرورت ہے!

اس بات کی کافی معتبر طاقتی اور خارجی شہادتیں موجود ہیں کہ قرآن کا ہر لفاظ احتیاط سے محفوظ کر لیجئے بعد اسے نظر لیا
گیا ہے اجنب اسکے مقابلہ میں وہ ابتدائی مسلم تاریخ جیکی بنیاد احادیث یا اور کس ذریعہ پر ہو تو وہ اتنی مترنگی ہے۔
چونکہ مسٹو اللہ نے اور نہیں اسکے رسول محمدؐ اسکے صحابے ایکٹھی یا مخفوق کر تھی دسداری لی تھی۔ چنانچہ سب سے
زیادہ قابل بھروسہ مجموعہ احادیث: ابخاری، محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دفاتر میں، سال بعد کسمی تھی۔ جبکہ قائم مسلم تواریخ

کی نہ مطہری، اگلی وفات کے ۳۰۰ سال بعد کمی میں تھی۔ اور پھر یہ دنوں تک ستائیں کسی تحریری ثبوت یا حوالہ کے بغیر صرف چند منٹیں اور ہم عصر ساتھیوں کی زبانی کی سائی ہوئی دوایات بخ کر کے تھیں ہیں۔

محمد رسول اللہ نے مدینہ کی ریاست قرآن میں دیے ہوئے دین کے اصولوں پر قائم کی تھی۔ اور چونکہ دین اگلی وفات کے بعد بھی قائم رہنا تھا اس لئے انہوں نے اپنے قرآنی صحابہ کی سربراہی میں ایک برا دری (امت) بنائی تھی۔ قرآن صراحت سے اسکا اعلیٰ کرتا ہے کہ رہانی پر بدلنا ٹھا اپنے روشن۔ رنگ۔ معتقدات اور رہانی پر پہلے کتاب میں اسے (۷۱۔۷۲)۔ اور اسکی تفہیم لیکے کہ درکاری قرآنی اقدار سے مطابقت دیکھی جائیں (۸۹۔۹۰)۔ اسکے بعد اسکی تھیں۔ اسکی الیت علم اور مہارت کے مطابق ہوگی۔ (۹۱۔۹۲)۔ یہ برا دری قرآن کے پیغام کو صول کرنے والی نسبت میں تھی جسکی توثیق اس نے (الله نے) یہ کہ کر دی تھی: «وَلَوْ كَجِيلَانَ لَا يَكُونَ نَبِيًّا وَلَوْ كَجِيلَانَ لَا يَكُونَ مُؤْمِنًا»۔ جو اس کی اور جو اس کے پیغام دیکھنے والی تھی اور جو اس کی دوستی میں ہے۔ جو اس کی لائق اخراج اور قابلہ از موت ہیں (۸۷۔۸۸۔۸۹۔۹۰)۔

قرآن میں محمد رسول اللہ کے حباب کی حد سے زیادہ تعریف کی گئی ہے۔ ان کو ایک دوسرے کی پہنچا بھت سے بہرہ در کیا گیا تھا (۸۷۔۸۸)۔ ان میں تمام اعلیٰ خوبیائیں اور وہ خوبیاء ہوئے تھے (۸۸۔۸۹۔۹۰)۔ سورہ الفاتحہ اسکی تو تصحیح کرتی ہے کہ یہ اپس میں کتنے مشق و مہربان اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کتنے مضبوط اور ہاتھ تقدم تھے۔۔۔ وہ بیشہ بہت ہی خاکساری سے دین کے محاذ میں کوشش کرتے تھے اور اس کے پیروں پر اسکے پختہ ارادے کئے تھے۔ اور کفار کے مقابلہ میں اللہ اکی طرف ہے اور اس نے اسکے لئے اپنی انعامات کا وادیے کیے ہیں۔

اوپر دیے ہوئے مندرجات پر منہ کے بعد ہمیں اس بات میں نکل نہیں کہ اس معاملہ میں ابتدائی مسلم ہارج کی بابت طبری اور احادیث کیا کہو بلکہ مرتبہ دیتا ہے۔ اب آئیے ہم اسکا جائزہ لیں کہ اس معاملہ میں ابتدائی مسلم ہارج کی بابت قرآن پر واقعیت دیتا ہے۔ اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

یہ زراعی مسلم کے صحابہ کی بہت ہی سبک۔ متفاہ اور شرم ناک تصور کیوں ہو جاچھا کر پوچھ کر تھے ہیں۔ اگرچہ ان میں مندرجہ بالا قرآنی بیانات بھی دیے گئے ہیں۔ لیکن انکی تفصیل کے متین پہلوؤں اور واقعیات کو بڑی تفصیل سے ایسے ذرا بھائی انداز میں دکھایا گیا ہے کہ قرآن کا دریا ہوا منتظر وحدہ لا جاتا ہے۔ ہماری ہماری ہماری حالت رسول کے قرآنی صحابہ کی اکثریت کو

مالح آزمائیں تھے۔ سازشی اور جعلی رہنمائی کر پیش کرتی ہے۔ رسول مسلم کی وفات کے گرد اتفاقات کی بات بھی ایک تفہیدی بیانیہ بنا دیا گیا ہے۔

طبری اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کے حبابے اسکے مقفر کے ہوئے ہائیں (حضرت علیؑ) کو ستر کر دیا۔ رسول کو میت لکھنے سے روک دیا۔ وقت کے حصوں کی جدوجہد میں رسول کی تدبیش کاظم ادا کی۔ اور بدسلوکی (دھنیکاً میشی) اور مار پیٹ میں بلوٹھ ہوئے۔ ایک دوسرے کی دارجی تکمیل اور کواریں نکال لیں (کہ تو ہوئے ہائی) اسے دوسروں کی ایک بھرپوچی خلافت کیلئے راضی کر لیا۔ یہ نکل قرآنیں رہنمائی کو پہنچ کر تھے میں اس طرح سے دو قبیل اسلام (جالیت) کی طرف اپس پلٹ کے گئے تھے۔ بی بی فاطمہ جسمانی نقصان ہیوں پنجاہی اور اسکے گھر کو جلا نے کی دھمکی دی تھی۔ لیکن فاطمہ جب غذک کا ترکر ہیے سے لکھا کیا اسلام میں بہت سی بڑی تھیں دھلک کی دھر وہ غیرہ۔ میں بازوں قدر رائی، یہ کمی بنتا تھے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اپنی رہنمائی کی بغاوی خلافت کا خود کیا۔ لیکن (رسول مسلم کے) انکار کے خوف سے اور بعد میں پھر بھی بھی دوسری لوگی میں بوقوع نہ ملے کے ذریتے اسکی کوشش نہیں کی۔ گھر حضرت فاطمہ نے کوشش کی تھیں کہ حضرت علیؑ کی بغاوی کو لوگوں کی حبابت حاصل رکھو۔ حضرت فاطمہ رسولؑ کی جائشی کو ستر کر دیا اور دل گلی میں وفات پائی۔ اور خنیہ طبری پر دفاتر نے کی خواہی تھی تھی۔ جبکہ حضرت علیؑ نے بعد میں حضرت ابو جہلی خلافت کو صلح (تفہید) سے قول کر لیا تھا جبکہ شروع میں انکی بیعت نہ کرنے کی قسم کھاتی تھی وغیرہ وغیرہ۔

اہم ترین بیانیہ ایسا نہادہ کر سکتے ہیں کہ رسول کے صحابہ کی تھوڑی تاریخی تاریخی نہیں تھیں اسی وجہ سے ان کی تدبیش کو درج کر دیتے ہیں۔ لہذا اہم مصنفات طور پر فصلہ کر سکتے ہیں کہ یہیں اس حرم کی تاریخ کو ستر کر دیا جائے۔ چونکہ قرآن زیادہ تالی اعتماد ہے لیکن یہ ماحملہ پھر بھی اتنا آسان نہیں ہے۔ کیونکہ اور بیان کی ہوئی تھام تاریخ ایک احادیث کے مجموعہ بجا رہی میں درج کردہ احادیث سے اخذ کی گئی ہے۔ اور تمام بڑے مذکوری رہنمائی اکی بات ہے یہ تفہید و کھتے ہیں کہ بخاری قرآن بھی یہی اہمیت رکھتی ہے۔ بلکہ انکا ایک قابل ذکر طبقہ قدر احادیث کو قرآن پر واقعیت دیتا ہے۔ اس سے آگے جا کر تو وہ بیان تکمیل ہے جاتے ہیں کہ قرآن کی ان آیات ہی کو مندرجہ ذریعے ہیں جو احادیث کی مخالفت میں ہیں۔ اور اگر آپ اس معرفت کے خلافت میں ہیں۔ جو ظاہر ہے زیادہ بکھاری کی بات ہے۔ لہذا اگر آپ کا نظر یہ ہو گا کہ جو مسلم ہارج قرآن کی مخالفت میں ہے وہ مسترد ہو جائی چاہیے۔ تو اس بات کا تو یہ امکان ہے

کے پے خوف نہ کافتوں دیکھ کوہوت کا خدا قرار دیدیا جائے۔

غیر اسلامی اور پروردی طرح علیں سے مادر احادیث کی قرآن پر فویت ایک ایسا معروقہ جس نے دشہر عالمون کو ایک بہبی محجومیں جائز دیا تھا۔ جوکی جو اپنے افسوس نے ملک خیز علمی موقف اپنایا جو سال ہر دن تہذیل ہوتا تھا۔

مشامود ووی نے اس مثال کو ایک سے زیادہ ماقوموں پر غلط طور پر استعمال کیا۔ چنانچہ مباحثی اس گزی میں جماعت اسلامی تیزی ہو گئی تھی (۱۹۵۸) افسوس نے قریبیں کی رہنمائی کی مثال کو تینی رہنمائی کے حق میں دوسرے کے حوالے کے طور پر استعمال کیا تھا۔ بلکہ اصل میں تو وہ اس سے بھی آگے (۱۹۶۰) کلکے تھے جب افسوس نے پہلا تاکہ اسلام میں عملی مقصد کیلئے جھوٹ بولنے کی اجازت ہے (ظاہر) اس میں احادیث پر بھروسہ کیا گیا ہے جن میں وہ مواقع بتائے گئے ہیں جب تمام پیغمبروں نے پہلی بار مسلم خداخواست جھوٹ بولتا تھا۔

میں نے گزر دشمنوں سے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ وہ ابتدائی مسلم ہماری تاریخ احادیث اور امام الطہری کے قطع سے ہم سکھ پہنچی ہے وہی خصوصی طور پر اسلام کی روح کی فکری اور اس میں تفریق کا باعث ہوئی ہے۔ میں پہلی خص نہیں ہوں جو اس غیر حقیقی (جعلی) اسلام کی پیاری کی نشاندہی کر رہا ہوں جس میں ہم جلا ہیں بلکہ اس کے بھی غیر مسلم مرد خیزی کی بھی ہیں۔

قرآن ایک حقیقت ہے۔ اس نے اسلام کو زندگی (بلکہ زندگی) بخشی۔ اور مسلمانوں کو عظمت سے سرفراز کیا اور اسی دھوکہ دی اور خداری کے باوجود انکو برقرار کما۔ اب اسکی شدت سے ضرورت ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی بنیاد (قرآن) کی طرف متوجہ ہوں اور ہر اس بیرون سے گھوٹا ہسکی کر لیں جو غلاف قرآن ہو! کیونکہ اگر موجودہ مسلم ہماری تاریخ کا یا ہے قرآن کے راست سے بہت جاتا ہے تو وہ کسی بھی قابل قول نہیں ہو سکتا۔ (جبکہ اسکا تابل یعنی بھی موجود ہو۔) اس ظریفہ کو برقرار کھا ضروری ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جا ہے وہ تاریخ کی بھی ظہیر امام نے بھی ہمیں اسی کو یاد کیا ہے کہ اسی نے بھی احادیث سکھ کیا! قرآن ایک ایسا ایک ایسا کا ابراج کرنا چاہیے۔

قرآن مسلمانوں اور میں تو یہ انسان کی بجائات کیلئے بہتر موجود ہے۔ یہ ایک سادہ دن (طریز زندگی) ہے اسلام کیتھی ہیں اور بھی وہ طریقہ ہے جو درسرے تخبروں کو بھی وقیع کیا گیا تھا۔ قرآن نے وہ عملی رہنمائی اصول تجویز کئے ہیں جن پر مبنی ہوئے (انسانی) برادری امن اور خوشحالی سے رہنکی ہے۔ یہ اصول دلگی ہونے کے باوجود وہ اسے پک دار

ہیں کہ یہ تم آنکھوں سے ناخوش کی معاشرت میں کارا مہربان گے۔ اگر وہ کمی غیر عملی اور غیر مطلق نظر کیمیہ اسلامیہ یہ ہو گا کہ ہمے اسکے بھائی میں کوئی نسلی کی یا اگر تکریع غلط طور پر کی گئی ہے۔ حال۔ جو اس کا تجزیت ازاد ایک واحد مثالیں ہیں جسکے بھائی میں غلطی کر کے مسلمان ایسی بندگی سے پہنچ ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کیلئے قرآن کی تصریح کردہ تمام عبارتیں جانتی ہیں۔ مسلمانوں نے اسلام کی روح کو تعمیح دیا ہے لیکن اسکی رسومات اور اسکی چیزیں تھیں جسے کرنے میں تمام صد و پار کر گئے ہے بات روپیں سے غالباً نہیں ہو گی کہ امری دن کی پانچ وقت نمازوں کی روشنی کی اور کوہ بندگی سے ملک ہوئی ہے۔

زکوٰۃ کی طرح جو بھی نفاذ مملوکہ کا حصہ ہے اس کا موجہ وہ رسومات سے کوئی تعلق نہیں جس میں ہر دوں کے ہزار لوگ سالانہ طور پر کمیں تینج ہو کر اپنے گھانہوں سے محانی کے طبلہ کار ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کا موجہ یہ مسلمانوں کی سالانہ جو طلی ابھی تھی جس میں دینا کے تمام کوئوں سے آئے ہوئے مسلمان شاہل ہوتے ہیں۔ (جس میں چاہئے والے غیر مسلم بھی شاہل کے جائے ہیں)۔ قرآن اس اجتماع میں شریک نہ ہونے والے مسلمانوں کیلئے قرآن کی تجویز نہیں کرتا قرآن کی طرف سے موجودہ قرآن کی سرم اور اس سے مختلف عین الامم کی تجویز نہ کرنے والے مسلمانوں کیلئے جھوپ نہیں کی گئی ہے۔

اسلام کی خوبصورتی اس میں ہے کہ یہ عقل ہشم کے مطابق ہے اور اسکی بیوی کرنا بھی انتہائی آسان ہے۔ قرآن نے مسلمانوں کو پادر بار بخورہ دیا ہے کہ کامی زندگی کا اپنے لئے اور دوسروں کیلئے شکل نہ نہاد کیں۔ ہم نے بھی بیویوں کی طرح اسلام کے بہت سے جزو بنا کر اسے مشکل ترین کر لیا ہے املاہاری شب برات منا میں کو لے جائے۔ یہ وہ رات ہے جس میں گذشتہ سال کے گناہ اور ثواب کا گوشوارہ کہنی پر جو شیں کیا جاتا ہے اور اگلے سال کی قسم (الاغمات) میں کی جاتی ہے۔ لہذا ہم سے امید کی جاتی ہے کہ ہم سخت عبارت کرتے ہوئے آنہ بہا کر گذشتہ گناہوں کی معافی اور اگلے سال میں اغماٹ کے طبلہ کار ہو گئے ایک بہت خوب روانی ہے جو خود کو اوقافات سے دامت ہے لیکن اس کا اسلام اور قرآن سے کوئی بھی وادیٹنیں ہے۔

مسلمانوں کے ہر دوں کے بعد اکاڑوں والی بہت تجذب خیز اور ایک سانچہ ہے جو کنکہ وہ ایک زندہ کتاب رکھنے والے ہیں جو ترقی اور شان و شوکت کی خانست دیتی ہے۔ قرآن نے اسکی حفاظت (۸۲-۲۱) تقطیم (۲۳-۸) خود تحریری (۳۰-۲۷)۔

۳۔ (۱۳۰-۱۳۱) شہوں پر فتح (۲۷-۲۸) اور دنیا کی تیاری (۲۸-۲۹-۳۰) کی مہانت دیتا ہے۔ لیکن صدیوں سے اگلی قسمت درپردازی میں اور مقتدرت پاڑی (مکست و ریخت) کے ایک ایسے زبردیے جاں میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اس سے نہ کوئی راست ہی نہیں ملتا ہے۔ دوسرا تام قدم میں ان سے نہ صرف آگے میں بلکہ تمام مسلم ہملاک محاشی ٹکلی۔

تماری ایمان ہے کہ قرآن مجید ہی غلط نہیں ہو سکتا کیونکہ میت ہی موجود ہیں کیونکہ کسے مدد نہیں پرے سوتے ہیں لہذا ہمیں اپنے کردار کی خانیوں (اور اسکی وجود ہاتھ) کو قبول کرنے اور انکو دور کرنے کی ضرورت ہے جس سے ماری قسمت پلت کتی ہے۔ مسلمانوں کے زوال کی کچھ داعی و داعلی اور خارجی وجود ہاتھ ہیں۔۔۔ خارجی وجود ہاتھ میں سے زیادہ تر کا قتل فوتی ناکامیوں کے بعد جھوٹیت سے ہے جبکہ داعلی اور خارجی و مقتدرات میں جتنا حق اپنادی مسلم ہماری سے نہ تباہ۔ اور جنکا میں نے اس سے پہلے کچھ تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ جواہری طور پر خارجی زوال کی وجود ہاتھ میں بھی معتقد بہ اضافہ کا موجب ہی تھا۔

قرآن نے تباہ کے کائنات میں ہر چیز تو انہیں کو درست کی جو دنیا کرتی ہے۔ (۱۶-۳۹) اور اس (اللہ) کا ترتیب دیا ہوا نظام پر تعلق ہے (۲۷-۲۸) اس نے ایک ایسا یعنی نظام (دین) کو دی جو انسانی کو یا ہے جسکی پروردی کرنے سے ترقی و کارماں حاصل ہو سکتی ہے اور جسکی حکم صدیوں ہتھیاری زوال کا ہا بڑھتی ہوتی ہے۔ اس نظام کی پروردی زین سوت قرآن ہے جو اپنی پروردی کرنے والوں کیلئے اڑرسون اور وقار میں اضافہ کی مہانت دیتا ہے۔ (۱۰-۲۵)۔ البتہ ترقی برادری کی پیغمبر ہو گئی جسکا تبلور انسانی خاتم سے زیادہ تر آہستہ ہوتا ہے۔ (۲۰-۲۵، ۵-۵)۔ بلند رادے (وی) اعلیٰ کردار کے ساتھ ملکی پیغمبیر ترقی کی رفتار میں اضافہ کی مہانت دیتا ہے۔ البتہ ترقی کو وقت ہو اغد محمد رسول اللہ نے کہا تھا کہ میں دوسرے لوگوں کی طرح ہی کا ایک انسان ہوں (مجکو دی کیجا تی ہے) اور اسکی وفات کے بعد لوگوں کو پہنچانی ہے۔ (۳-۱۱)۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام اپنے پیغمبر اور لوگوں کی وجہ سے ہمیشہ باقی رہیگا۔ (۱۰-۸) پیغمبر مکملہ امامت کا کریں اور برائی سے اہم تر کریں۔ (۲-۲۷)۔ جو اندری اور برادری کی پیغمبری دوڑ ہو (۲۷-۱۵۶-۱۰۸)۔ البتہ مسلم تھات تھات انہیوں سے زیادہ تیزی سے بھلی تھیں اور حضرت عمرؓ نے دور میں تینیں لاکھ مرد میں کاظم کرتے تھے۔ اسلام قبول کر گئی رفتار میں غیر معمولی تھی اور وہ مختلط تعلیم درہ بھائی کے

بھیجی ہو رہا تھا۔ حضرت عزیزان خانیوں سے آگاہ تھے کہ کسی درجی کے لئے انہوں نے اقدامات بھی کئے تھے۔ جس میں مفت حدائقوں میں قرآن کی لاکھوں کا بیان بھیجی تھا اس مخصوص مقام کیلئے ہر ہتھیں شامل کی گئی تھیں۔ جس میں نہیں ہو سکا تھا۔ جسکے بعد کثیر الطرفی ساز شوں نے سرانجام کر (ہم ان پر بات کر پچے ہیں) وقت کے ساتھ اسلام میں اپنا مستقر بھی بنایا۔

جسکے بعد ایک بُرا کسٹ اُفریں اسلام اپناؤ کیا گیا جس میں مخصوص مقام کیلئے ہر ہتھیں شامل کی گئی تھیں جسکا قرآن سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ ان میں عجیب نظریات (حجاب۔ حال۔ کثرت ازادی۔ شیطان۔ جن۔ فرشتہ۔ وغیرہ) شہ برات۔ حقوق اللہ و حقوق احتجاج میں فرق و غیرہ شامل ہیں۔ طفلی عمر کی شادی۔ امام زمان۔ اور بیوادی اسلامی اقدار (سلام۔ حج۔ پاک شہروں اور مساجد سے) سے غیر مسلموں کے دامن پر پاندھی۔ میں۔ حداد اور بیویوں کو کوڑ کر کیے لئے قربانیاں۔ جنت اور روزخان کو مرنے کی بحدیکی زندگی تھیں۔ حداد و کرنا۔ مرسودوں کے نواب اور بارش کیلئے عبادت (نمایز) استقا۔ استخارہ۔ بجزیہ۔ صوری اور سوتھی پر پاندھی اور جہاد کے نام پر دھکر دی کرنا وغیرہ تمام شام میں احتیاط میں شامل ہیں۔

کوئی اس بات پر بحث کر سکتا ہے کہ اگر اسلام قبول کر کیے گئے حصے کے طور پر کسی تھیم یا تہیت کی ضرورت موجود نہ ہو گیا انسانی زمین از خود ایک شامانہ پر گردانہ نہیں ہاں کیا؟ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ انسانی ترقی عموماً سوت روی سے واقع ہوتی ہے کیونکہ ہماری ارتقا آزمائشوں اور غلطیوں کے وجہ میں سے برآمد ہوتی ہے۔ البتہ اس زار ماحصل میں دو ہی کی مدد اور اسکی میں انقلاب ادا کر ترقی کی رفتار میں اضافہ کا باعث ہو گئی ہے۔ قرآن ایک ایسا بیان لا ایسا تاجر تجربی کے مجاہے پر کوشش تھیں اسے لمبی ہے جس نے اسکے نزول کے وقت کے ملی اور سایہ ما حل میں دو تبدیلیاں کیں جسکے نتیجہ اور جذب کیلئے صدیوں درکا ہوئی ہیں۔ اس سے ایک اور سوال یہ یہاں ہوتا ہے کہ انسانی زمین کو ایک ایسے سریع انقلاب کے سامنے کیوں لا کیں جسکے لئے زبردست نظریاتی تبدیلیوں کی ضرورت ہے؟ اسکا جواب اسکی ماحصل کی ہوئی کامیابی میں موجود ہے جس نے ایک ایسا نشان رہا تھیں کہ جب نیز انسانی تبدیلیوں کی پروردی کرے بعد لوگوں کو پہنچانی ہے۔ (۳-۱۱)۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام اپنے پیغمبر اور لوگوں کی وجہ سے ہمیشہ باقی رہیگا۔ (۱۰-۸) پیغمبر مکملہ امامت کا کریں اور برائی سے اہم تر کریں۔ (۲-۲۷)۔ جو اندری اور برادری کی پیغمبری دوڑ ہو (۲۷-۱۵۶-۱۰۸)۔ البتہ مسلم تھات تھات انہیوں سے زیادہ تیزی سے بھلی تھیں اور حضرت عمرؓ نے دور میں تینیں لاکھ مرد میں کاظم کرتے تھے۔ اسلام قبول کر گئی رفتار میں غیر معمولی تھی اور وہ مختلط تعلیم درہ بھائی کے

جیسا کرو بہت بر فال (۱۹۱۴ع) نے تصدیق کی ہے کہ مسلم اجین میں اسلام (جیتا قرآن) نے یورپی شعبہ نی (۱۶۰۰-۱۶۱۴ع) کا راستہ ہموار کرنے کے علاوہ انقلاب فرانس کی پیدائش (۱۷۸۹-۱۷۹۷ع) اور امریکی آنین (۱۷۷۶-۱۷۸۳ع) کی تھیں میں بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ ہمارے نیا دنیا صورات مفرد میں ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے زوال سے ہم یہ بھی فرض کر لیتے ہیں کہ اسلام کی قوت ختم ہو گئی ہے۔ اسلام دنیا میں پہلے آدمی کے ساتھی آیا تھا اور حس کی نسبت اسکی ایک علاقہ پر ایک فرقہ اقتدار میں آ کر اس انقلاب کو دوسرے علاقوں میں برآمد کرے اور دنیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم طاقت و دش کے خلاف جدوجہد کر کے خود کو ختم ہی کروں! کیونکہ یہ تمام ہی طریقے اس سے پہلے بارہ آدمیتے جا سکتے ہیں جو سب ہی ناکام ہوئے ہیں۔ ہماری دینوں قاتم مذکور اکتوبر ۱۹۰۵ء میں تھا کہ ایک شیخ میں کیا جا سکا ہے میں اشعری غزال۔ مددوںی اور خوبی صحنیں بخوبی شفیعت کی فہرست اور اخلاص میں کوئی شیخ میں کیا جا سکا ہے میں اشعری غزال۔ مددوںی اور خوبی صحنیں بخوبی کی شال تھیں مگر جو شانِ منزل سے بہت دور تھے۔ لیکن جس چیز کو بڑے پیمانے پر نہیں آزمائیا وہ احادیث تعلیم اور عقاید تھیں جیکی دکالت بعد میں جمال الدین افغانی۔ سریعاً احمد خان اور علام اقبال نے کی تھی۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی انضیلت اسے پہنچنے کی نہیں ہے عاماً ہمارے انسانیت اور خوبی طریقہ مسلمانوں کو کہ لیتا چاہیے کہ اس کے بعد کوئی بھروسی آیا جائے اکونکہ مولانا اللہ کے آخری نبی تھے جو ایک ماذل یا غونکہ ریاست مذاکر وفات پا گئے اور اپنے پیچھے انسانیت کی رہبری کیلئے قرآن پھر ڈگ کے۔

جگنوں میں فتوحات بھی ہوئیں میں اور حکومتیں بھی؛ یعنی اقوام اور بندے ہیں اپنے ظفرات سے بندی اور بھتی حاصل کریں۔ قرآن مسلمانوں سیست قائم انسانیت کا لکڑتی پسند و جو دار کی اندر وہی ویرانی و بیرونی نہ ہو سادم سے پچانے کیلئے چند مستقل اقتدار پیش کرتا ہے۔ مسلمانوں کی قرآن کے خلاف سازشوں کو شاخت نہ کر سکتے اور سمجھتے کہ الہت نہ ہوئے کے سبب وہ بادو گئے ہیں اقرآن کے خلاف سازشوں کے موضوع؛ اسکا مستند و حق ہوتا۔ اسی تصریب تفسیر اسکے معانی و مکارات اور اسکے فناز میں ٹھوک پیدا کرنے کے علاوہ اسکے مقابل میں وضع احادیث اور انکو قرآن پر ذوقیت دینا شامل تھا۔ جسکے بعد اسکے خصوصی تصورات کو منتظر کر کے اور اسے ایک مقدس یا دگار بنا کر گلی پڑا ہتھ نہیں بجا ہے صرف پڑھ رواب کے حصول کی رسم کا ذریعہ ہاڑا۔ بعد میں بد عنوان دیے عقل نہیں طبقات اور سماڑی و جمال مسلمانوں نے خلف اور اس میں مختلف اقسام کی حکومتیں قائم کیں جنہوں نے مسلمانوں کو حق رائے دیتی ہے مگر وہ کرتے ہوئے انکو

نتیجہ کے مطابق نہیں تھا) کہ مسجد حرم میں الیت شیخ کیلئے ایک اور مصلحت بچادا گیا جہاں وہ اپنے شیدام کی امامت میں نماز پڑھتے تھے۔ ہم لوگ عموماً نہیں جانتے کہ ابن سعید اور عبد الوہاب کی طرف سے پہنچنے سے پہلے نی حرم کے اندر چار مختلف اماموں کے پیچھے مختلف جگہوں پر ملجمہ مختلف اوقات میں نماز پڑھتے تھے لیکن سب کارہ کعبہ کی طرف ہی ہوتا تھا۔

اسلام کا ایجاد نہیں ہو سکتا کہ ہم ماہنی کی طرف پہنچ جائیں یا کسی ایک علاقہ پر ایک فرقہ اقتدار میں آ کر اس انقلاب کو دوسرے علاقوں میں برآمد کرے اور دنیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم طاقت و دش کے خلاف جدوجہد کر کے خود کو ختم ہی کروں! کیونکہ یہ تمام ہی طریقے اس سے پہلے بارہ آدمیتے جا سکتے ہیں جو سب ہی ناکام ہوئے ہیں۔ ہماری دینوں قاتم مذکور اکتوبر ۱۹۰۵ء میں تھا کہ ایک شیخ میں کیا جا سکا ہے میں اشعری غزال۔ مددوںی اور خوبی صحنیں بخوبی شفیعت کی فہرست اور اخلاص میں کوئی شیخ میں کیا جا سکا ہے میں اشعری غزال۔ مددوںی اور خوبی صحنیں بخوبی کی شال تھیں مگر جو شانِ منزل سے بہت دور تھے۔ لیکن جس چیز کو بڑے پیمانے پر نہیں آزمائیا وہ احادیث تعلیم اور عقاید تھیں جیکی دکالت بعد میں جمال الدین افغانی۔ سریعاً احمد خان اور علام اقبال نے کی تھی۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی انضیلت اسے پہنچنے کی نہیں ہے عاماً ہمارے انسانیت اور خوبی طریقہ مسلمانوں کو کہ لیتا چاہیے کہ اس کے بعد کوئی بھروسی آیا جائے اکونکہ مولانا اللہ کے آخری نبی تھے جو ایسا کوئی سکونت یا نعمت نہ ہو سکتے۔

اقتل اکتوبر ۱۹۰۵ء کے وصال بعد اسکا ایسا کوئی سکونت یا نعمت نہ ہو سکتے۔ اسکے بعد جو مسلمانوں کی تقدیم کا باعث ہن گیا۔ پھر جو اختلاف شروع میں سیاسی اقتدار اور قوت کی وجہ سے سکھا جاتا تھا وہ آہستہ آہستہ و دقت کے ساتھ بے چک نہیں بیانیے شدہ بدل گیا۔ پھر جب عبادی خلافت کو درست کرنے والے نہیں اور سیاسی اختیار قائم رکنا مشکل ہو گیا۔ اس وقت نہیں بلکہ نہیں ملکت کے طول و عرض میں مختلف سانی طبقوں میں سیاسی یک جتی کے نقدان کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وقت کی سانی بندیوں کو مہمی شاخوں میں پرکرا کئے لیزد رکھنے جس کا نکودہ و آن بھی اخخار ہے ہیں۔ سینیوں کو مشرور دیا گیا کہ جو جراثی گزدی ہے (طربی کا بیانیہ) اسکا احترام کرننا چاہیے اور جگہ شیخ نے فیصلہ کیا کہ جس طرح حارث کو گذرنا چاہیے تھا (یہ بھی طربی کا بیانیہ تھا) ہم اس کا احترام کریں۔

ذمی درست ہے کہ سن اور شیخ کی تقدیم مناظرہ سے ختم نہیں ہو سکتے اکیونکہ گزدی شدید یوں میں اسی تہام کو شیخیں بھری

طریقہ ناکام ہو گئی ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ دونوں طبقات ابتدائی مسلمانوں اور مجموعہ احادیث کا اپنا ملجمہ بیان پرست کھتے ہیں۔ شیعہ اور سنی کا آخری مناظرہ ایران کے بارشہ نادر شاہ (۱۳۰۷-۱۳۰۴ھ) کی بہان فوازی میں غیر جانبدار مصنفین کی گرفتی میں (۲۰۰۷ھ) ہوا تھا۔ انکی تفصیل بہت دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے لیکن اسکا ماحصل یہ تھا (جو

مزید تبدیل میں ؎ اکابر در جعت پسند بنا کر ان میں نقائصِ الہیاء۔

پھر شام نے قرآن کے خلاف ان چالا بازیوں کو جان کر سب سے الگ ہو کر اسکے خلاف سخت موقف اپنایا جو صرف مقامی بخاکوں کا باعث بن سکتے ہے یا تو وہ اپنی جان سے باتھ دھوپیٹھے تھے یا اپنی سماجی حیثیت سے محروم ہو گئے تھے۔ علامہ اقبال وہ ناپذیر و ر GAR تھے۔ جو اتنے بصیرت مند تھے کہ انہوں نے اسلام کے تحفظ اور احیاء کیلئے ملی راست اپنا کرو گوں پر اپنادار ہوئے۔ انہوں نے ایک سرکاری ملازم اور اسکالر چورھری احمد پور کو تغییر دی کہ قرآن کے کلیدی الفاظ و تصورات کی ایک ایسکی افتخار تحریک دیں جو زندگی قرآن کے وقت عربوں کے استھان کی زبان ہوئیکے علاوہ جدید عربی لفاظ کی مطابقت میں کمی ہو۔ پر جوئے اپنی زندگی کے پہلو سال سے زیادہ کے عرصہ میں صرف "لغات القرآن" مربج کی بلکہ موضوعات کے لحاظ سے ایسا کو ایک جگہ جمع کر کے تحریک القرآن اور قرآنی مضمون کو ایک جگہ کر کے مضمون القرآن کی تائیف کرنے کے علاوہ میری کتابیں تصنیف کی تھیں۔ تن تھا اس کام کی انجام دیا وہ علمی کام ہے جو انکو وہ منتدا اور ازدیجا ہے جس میں وہ نہ شاید ایک ہزار سال سے زیادہ کی طبق اسلامی علمی تاریخ میں تمام اسکالروں کو پچھچہ چھوڑ دیتے ہیں۔ صرف اس کام کا بدلتھست پہلو یہ ہے کہ انہوں نے ۱۹۵۶ء میں مسلمان اور دوسرے ایک اکثریت کی رسانی سے اہر ہے۔ شاید وہ تم سے پکڑ دیا جاؤ آزاد و مند تھے۔ یا شاید وہ یہ چاہئے تھے کہ کوئی دوسرا کام کو اگر بینی (اور دوسری زبانوں) میں تحریک کر دیتا۔

خوبی کی بات یہ ہے کہ وہ جو دوست میں چدید اسلام کی چھوٹی کوئی دوں روشنیوں کی جگہ جیسی پاکستان میں ہیں۔ میں اس سے قل اپنے دوست جاوید غامدی اور اسکے قرآن کی طرف آہستہ دی سے ارتقا کی بابت بات کچھ کہا ہوں۔ اگر اسی اگر بی انتکھاتی تھی اسی ہوتی تھی اردو ہے تھا وہ ایک عالمی لینڈر ہوئے تھے۔ دوسری تحریک جو بی افریقہ میں تھی فرید ایساک (اچھی) ہیں جنہوں نے اگلیندے سے پی اچھی کے حصول سے پہلے کامی کے درس میں تعلم حاصل کی تھی۔ بعد میں انہوں نے جرمی میں پوست ڈاکٹریت کی تحقیق کی تھی۔ انہوں نے جو بی افریقہ کی جوانانگری پیغمدرشی میں ہو فیض مرد رہوئے سے پہلے ندیارک، سنسانی اور کبربر کی تھیں جو بی اپنی زندگی میں غیر مذکور اور دیپاہی سرگرمیوں کی آمیزش کر کے صفائی بر اہمی کے کھشترے۔ اور وہ کمال آف اسلام (اسلام کی پاکار) اور پازینہ مسلم (شت مسلم) ہی آگنادری میں کے بانی بھی ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اگلی تحقیق میں شاندار شرکت

اور نسل پرستی۔ منقی غیر ہماری۔ طبقاتی بر اہمی اور منہجی تصور کے خلاف اسکی جگہ کے اعتراف میں اکتوبر ۲۰۰۸ء میں جو بی افریقہ کے آزاد افغانستان کے امام سے بھی نواز گیا تھا۔

یہ تو فناہر ہے کہ اس سے پہلے کہ اسلام کا اخیا بولئے ہم کو ہر یہ عقل پرست اسلامی اسکالر اور گرم کار کوں کی ضرورت ہے۔ یہ بندوقوں اور تکواروں نہیں ہو سکتا بلکہ اسکے لئے چدی مرکزی دھارے کی تھیم کے میجاہدار اسکی مقدار کی بھتی کے ساتھ ہی تمام مسلموں یا میں اسے عام کرنے کے لئے بھاری سریکاری کی ضرورت ہے اور اس اٹھا کی اور بہت بھتی دلچسپ مخصوص یہ کوپر اکٹھی بھتی کی ضرورت ہے۔ کسی شخص کا اس کے پورا مکمل ایجادی مسلم تاریخ پر ایک کتاب تحریر کرنی چاہیے جسکی پوری بینا در قرآن اور وہ زندگو اور ارادات پر پورا جو بھر میں بھر ہوئے ہیں۔ مگر اس مخصوص کی بھتی الجیت میں چند اجزا امنجنی میں ضروری ہیں۔ مثلاً کھلاؤاڑا ہن۔ اعلیٰ چدی یا غائم۔ اگر بینی زبان پر جہود اور کسی صدر بی زبان سے واقعیت کے علاوہ منصوبہ کیلئے قلم کی فراہمی کو قوم تو کسی ایک ایسی اطراف سے لئے جائیں جن مخصوص کی کامیابی کے لئے باقی تمام اجزاء کے ساتھ کام کرنے کا جذبہ سب سے ضروری ہے۔ مجھے خوش ہے کہ میں اس مخصوص کے بھتی میں قلم کی فراہمی میں عملی حصے لے سکتا ہوں۔ اس سے پہلے میں نے مردم کے کے عزیز کے تاریخ پاکستان کے مخصوص کیلئے پہلے کچھ چھوٹے پیاس پر مد فراہم کی تھی۔

اس بھتی مخصوص کے لئے میں مکمل طور پر دو بہت بینی گمراں پر دفسرا کبر احمد اور پروفیسر مبارک علی کو تجویز کرتا ہوں۔ اس مخصوص کے لئے بہرے ذہن میں چند اور قابل ذکر اخراجی بھی ہیں جو در حامل اس تیاری کام کو پہلے بھی بھتی بھوپال کے لئے بھتی سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک اسکفرور میں تھیم نے شادی شدہ صاحب ہیں جنکی بہت مخصوص اعلیٰ خاندانی تاریخ ہے اور دوسری تحریکیت اس اخبار (ڈلی ٹائمز لاہور) کے ایڈیٹر پرشاروی ہیں۔ بہرے پس پشت پاکستان میں دو امنجنی مسروف اعلیٰ سرکاری افسروں میں جو اس وقت اپنے طور پر کوئی تھوڑا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ کیا کوئی صاحب ان (یادوسرے) حضرات کو اس رجیزی اور زیمی کام کی بھیل کی ترغیب دے سکتے ہیں جو دوسری اسلام اور اس نسبت کے احیاء کا باعث ہو گا بلکہ اس بات کو تلقین بنا دیا کر دنیا ان کو بیشیدیا در کئے خواتین حضرات اتفاق یہ آپنے دوڑا پر گزرنے ہے: اسکا استقبال کریں اور امر ہو جائیں!

ختم شد

علم الاعداد - جفر - رل - نقش و توزیع کے سرچشمے

حیرورز اشہد بر اس
رقم الخوف نے مسلمان میں اپرے ہوئے معرفت علوم کے سرچشمے مطلع کرنے کے لئے جب علماء سے استخارہ کیا تو حرف تا
صخوم ہوا کہ خیز علم فرمائیں زمانے سے قبل رفق کی بنیاد پر مستعمل ہو رہے ہیں۔ اور اس کا تینی کرنا مطلک ہے مگن کیا جاسکتا ہے
کنایا اس کا آغاز صفوہ نے کیا تھا۔

جس طرح یہود یوس کے زندگی کی بیانات کے مطابق کوئی ایسا ہی طرح صوفیوں کے عقیدے کے مطابق قرآن مجید کی آیات
کے درستی ہوتے ہیں۔ ایک خاتمی کتبی کتاباتے ہیں جو کہ دوسرے باطنی محتوى کے عین پڑھنے کے مطابق محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم
تو مجاہد کرتے تھے لیکن بالغی منی صرف حضرت علیؑ کو سکھائے تھے۔ اسی لئے وہ ان کو اپنے علمائی ملک کاروبار دعویٰ ہے جن ان حدیث میں
ایک دریافت (حدیث) ہے جو موجود ہے اسے تخفید کے صوفیوں کے قام سلطے حضرت علیؑ سے شروع ہوتے ہیں۔

اکا عقیدہ ہے کہ خاتمی کتاباتے ہیں جو کہ بالغی منی صرف حضرت علیؑ اور دوسری اصل علم ہے۔ اسلام میں تمام ختمی علوم کا موجود ہی حضرت علیؑ کو تواتی
چاہاتے۔ جن میں علم نجم اور علم اہرات کے مطابق دوسرے پتوں کے خواہی شاہیں ہیں۔ اکا عقیدہ ہے کہ خاتمی کتابوں کے مطابق محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اسے بالغی منی صرف حضرت علیؑ کی وجہ پر مخصوص رہا ہے کیونکہ یہ مکمل و کھلکھل جاتا ہے۔ ایک دوسری ایسا کتاب ہے

جہنم ایک اصلی دریافت کے مطابق حضرت علیؑ نے الدین طباطبائی نے یہ دونوں معلمیوں پر والدہ العامل بنت سعید کے سخن
نے خاتمی محتوى پر بحث کر کر سارے کتاباتے ہیں کہ جو معلمی محتوى نے مسلمانوں کے میانے میں حضرت علیؑ کو سارے کوہاں بنا لیتا ہے۔ کہ مسلمانوں
کی تقدیر سول کی طرف ہو جائے اور طریقہ کام ہمچوڑہ ہو جائے۔ اکا مسلمانی دریافت کے مطابق دوسرے پتوں کے مطابق دوسرے امامین جو مسلمان
خان تکمیل ہو جائے۔ ایک دوسری اصلی مسلمانی طریقہ ہو جائے کیا اس کا سامنہ کے میانے میں حضرت علیؑ کو سارے کوہاں بنا لیتا ہے۔
(بمارت) میں رجیج ہے

یہ تمام سورات یہودی کمال صوفیوں سے مستعار ہیں جو کچھ ہیں کہ قریبی کی ربانی خوار کے بالغی منی ہوتے ہیں کیونکہ اس حیروری میں ایک
انجیلی شکل اور خیری نہ ہے جس میں وہ اقتضائی دیے گئے ہیں جو اکی خوار کے ہزاروں سال بعد قدری پندرہ ہرے تھے یہودی روایات
کے مطابق قریبی کے الفاظ کے بالغی منی اسکے بعدی کاروبار میں ہوئے۔ اور ان الفاظ کے اعداد میساں ہوتے ہیں ان الفاظ کا
کوئی ہی حقیقت ضرور ہوتا ہے۔ جو کچھ قریبی کے بالغی منی اس کے الفاظ میں ہوئے۔ جو کچھ قریبی کے بالغی منی اس کے الفاظ میں ہوئے
حقیقت ہونا کی کامیابی ہے۔ چنانچہ الفاظ کے کیاں اعداد اسے ہمیشہ تحقیق اور تکمیر مدد کے لائق اکان کو ظاہر کرتے ہیں۔
حساب سے کنکلم الاعداد ایک علم بالغی منیوں کی ہیئت میں تقریباً اکثر ۵۰۰۰۰۰۰ ممالی سے صفر عراق یا اندیشہ۔ مکنیا درہ اور
ہندوستان میں استعمال ہوتا ہے۔ ۴۵ ق. میں یہ دن کے نئی نوریت نے حساب کی ایک صرف ایک کتاب پر ہمیشہ جس سے دوہتہ
ہٹڑھوا قاتا۔ اعداد پر اس کا لیکھنے کیا ہے؟ ”اکی اعداد کی مدد سے میں ہے اور اس کا اعداد میں بیان کیا جاسکتا ہے“

اٹے ایک بالغی منی سو سائی ہانچی حساب۔ سو سائی دو رقموں کے مفہوم کی اعداد کی مدد سے نہیں تاکہ اسے
خیالات مغلی علم الاعداد کی مدد سے نہیں مدد کر دیتے ہے۔

عراق میں اسرائیل کے غلی کے درد میں یہود یوس نے اپنے علم الاعداد کو هرب کی تاختاجاہد کے طلاق ہے۔ اور اس کو کہدی علم
الاعداد کیا جاتا ہے۔ اس مسلمان اخوب نے اپنی بھرائی زبان کے ۲۴ حروف جو کوی سالہ وار (۱۷۲) کی مخصوص نیروں پر ہے۔

یہاں میں پہنچ کیتیں اگنان (۱۷۲-۳۵۲) نے علم الاعداد پر ایک کتاب لکھی تھی۔ جن بیان کی اؤں کے پہلو کے بعد کارو
کیساں کی پاٹی سے خوف پچکای کیا تھا۔ اور جو اس میں گھوٹا کیا تھا کہ کتاب ملکی ہے جو اور نجی کاروڑا پر مصروفی کیا تھا۔ لیکن یہاں آئے تھے۔ بلکہ
پہنچ کیا لوگ اپنی اس کا استعمال کرتے ہیں اس کے طلاق میہودی کیا کاروڑا پر مصروفی کیا تھا۔ لیکن یہاں آئے تھے۔ بلکہ
مغلی دیا کی یہودی آپری آج بھی اس پر تین کیتی ہے۔

علم الاعداد کی بابت اس تفصیل ہیان سے بہر انداخت اضافہ کرنا ہے موجودہ کوئی عقائد کی بابت آپ یا اندماز کا
سکیں کہ ان عقائد کے سرچشمے گھاں ہیں۔ اعداد پر ہی یا اسلامی مضمون۔ جفر - رل۔ نقش و توزیع کے عقیدے کے مطابق قرآن مجید کی آیات
موجہ حضرت علیؑ پیشے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق علم نجوم سے بھی کہ دیا جاتا ہے اور پھر جو اہرات کی خصوصیات اور اس کے
فراز و تفصیلات بھی ان سے جزو دیے جاتے ہیں۔

مری زبان کے حروف جو کہ بھرائی کی طرح ۲۴ نہیں ہوتے بلکہ ۲۸ ہوتے ہیں تو اسکے حروف کے اعداد مسلمانوں اور تو ہوئی
نہیں کیتے جائے اسکے حروف کے اعداد کے عقائد کے میں بھی ابھر کا تاخذ اس تھان کیا جائی جو حروف بھرائی سے
میڈھ مخصوص تھے ابھر حروف کے آخریں کہا گیا جو ۷ غیریں۔ اخون نے ۱۰ کے بعد کے بعد کا

ہندو شہریں رکھا پھر ان میں مغرب کر دے۔ اور ۲۰۰۰۰۰ میں اکی آجی چونہری گھنی کے ہوتے ہیں۔ اس اشعار میں، پہنچ
بھی اپنی ہندوں کو چھو کر کے حاصل کی جاتی ہیں۔ اور قرآنی آیات یا سورتوں کی عبارتوں کے بعد سے چور و خون
میں کوئی کوشش اور تقویت نہیں جاتے ہیں۔

تجویز یہ ہے کہ میں کافی تجھ دوڑ کے بعد یہ معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا کہ مسلمانوں میں وہ کوئی پہنچا گھنی تر
جس نے اسکی ابتدائی تھی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آیات تقویوں یا قوش میں اسٹلے نہیں لکھی جاتی ہیں کہاں ہے اور یہ سے
چھا جائے، لیکن سوال یہ ہے اکیا یہے ادبی نہیں کہ اپنے آن میہودی کا پہنچ خواہشات کے مطابق غلط طریقہ پر استعمال کرنے
اس چائزہ سے معلوم ہوا کہ حروف کے بعد سے ہنا ہم نے یہود یوس سے لیا ہوئے تم موبہہ بھر کر دن راست پر ابھی تھے جس

مترجم کا تعارف

مرزا شاہ برلاں کا تعلق دہلی کے مغلیہ سلطنت کے علی خداوند سے ہے اسکے والد مرزا زید برلاں نے ۱۸۵۶ء کی بیجنگ آزادی کی حکومت کے بعد کوئی عوامی شہزادوں اور شہزادیوں کے حوال پر کوئی مصائب کے علاوہ قاعدہ برلاں دغیرہ تصنیف کے حق۔ قاعدہ برلاں جزوی بندے اردو سکولوں میں پڑھایا جاتا تھا۔ مرزا شاہ برلاں ایک پیشہ وار کاریگٹ ہیں جو لیے ویسیں انہوں نے برلاں الیوی بنس کے ہام سے لیئی فرماتا ہم کی تھی۔ اپنے پیشہ وار درمیں اپنی ادارت میں چند مظاہن کوئی کے علاوہ ایک دو اگریزی کتابوں سے اور دو اجم شائع ہوئے تھے۔ پہلی کتاب سودی را کمزورہ اللہ مسلم کی اگریزی کتاب: Shia and Sunni Perspective on Islam: جو کا ترجمہ اسلام میں شیعہ اور سنتی تاثیر کے ہام سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔ جسکے بعد میں ترجمہ ہونے والی دو کمزورہ فسر بردازیوں کی مشہور کتاب

‘What Went Wrong’ تھی جس کا ترجمہ طیبین پرنطیبلیان کے ہام سے شائع ہوا تھا۔

اسکے علاوہ پاکستان انسان اور جنتیں کے ہام سے شائع کردہ ایک تصنیف بہت پسند کی تھی۔ جس کا تعارف اائز فخر احمد ایک شہرہ پاکستان اسلام پر کریمی یونیورسٹی تحریر کیا تھا۔ انہی پیشہ وار زندگی سے رجیا کریمیت کے بعد اس کے بعد اس دو زیادت ایک ادارت میں اور اب اپنی پوری اپنی کتبکھانے کی طرف مبذہ دل کی ہوتی ہے۔ جسرا ۱۹۹۴ء میں انہوں نے اپنی ای کتاب قرانی رواستہ پسند کے ہام سے شائع کی تھی۔

بنی یا رک سے شائع ہونے والے اردو مگرین ہجہا نما میں اسکے چند مزاجی مظاہن شائع ہو چکے ہیں۔ حیاتِ رضوی کی ادارت میں کرامی سے لفظی ای شمشادی میجرین ہمارا کارکے تام شہزادوں میں اسکے مظاہن شائع ہوئے ہیں۔ جامعہ طلب کریمی کے امداد رالہ میں بھی اسکے چند مظاہن پیچے ہیں۔ اسکے علاوہ اردو اخبار بیگ کے ساتھ اور بیگانے والی کے میتو پر گردشہ دہال سے اسکے مظاہن قرار سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ اسکے علاوہ بھی اسکے چند مظاہن دوسرے اردو رسالوں میں شائع ہوئے ہیں۔